مؤلف

اقبال احمد رضوی مصطفائی

جمعیت اشاعت اہلسنت

نور مسجد کاغذی بازار کراچی 74000

مفت سلسلۂ اشاعت نمبر 38

نام کتاب ------- کرامات اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ

مولف ------- اقبال احمد رضوی مصطفائیؒ

ناشر ------- **جمعیت اشاعت اہل سنت**

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی 74000

تعداد ------- ایک ہزار (1000)

صفحات ------- چھیانوے (96)

ہدیہ ------- دعائے خیر بحق معاونین

پیش لفظ

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں اپنے دوستوں کی شان یوں بلند فرماتا ہے۔ "الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون"

یہی اللہ کے پیارے کے جن کے لئے حدیث مبارکہ میں وارد ہوا کہ جب یہ لوگ کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ان کی قسم کو ضرور پورا فرماتا ہے۔ اور کیوں نہ فرمائے وہ خالق کائنات اللہ رب العزت، ہر شئے پر قادر جو اگر چاہے تو سوئی کے ایک ناکے سے کروڑوں دنیا گزار دے کیا اتنی قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے ان محبوبین کے جنھوں نے تمام عمر کبھی اللہ رب العزت کی حکم عدولی نہیں کی کو نہ صرف یہ کہ اپنے انعام و اکرام سے نوازے بلکہ انھیں بھی اس قابل بنادے کہ وہ عوام الناس کو اپنے فیوض و برکات سے اللہ کی عطا کی ہوئی طاقت کے ذریعے مستفیض و سیراب کرسکیں۔

کیوں نہیں! لیکن برا ہو دل کی اس لاعلاج بیماری کا کہ جس کے لئے قرآن مجید فرقان حمید میں یوں آتا ہے:

"فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا"

یہ زنگ آلود متعفن ذہن ہر وقت اس فکر نارسا میں مشغول رہتے ہیں کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے مقربین اور برگزیدہ بندوں کی ذوات قدسیہ میں تنقیصی پہلو نکالا جائے اور ان کی گرانقدر ہستیوں سے عوام الناس کو متنفر کیا جائے مگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبین کا ذکر بڑھانا مقصود تھا چنانچہ یہ بدبخت اپنی ہزار کوششوں کے باوجود نہ صرف یہ کہ خائب و خاسر ہوئے بلکہ ان کے لئے قرآن حکیم یوں ارشاد فرماتا ہے۔

"ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوہ ولھم عذاب عظیم"

جب یہ مقبولان بارگاہ ایزدی قرب الٰہی کی منزل پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا و

قدرت سے ان سے بعض ایسی ناقابل فہم حرکات و سکنات اور واقعات سرزد ہوتے ہیں جنھیں اہل علم کرامت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان خرق عادت واقعات کہ جنھیں کرامات کہا جاتا ہے ارباب عقل و دانش اب تک کوئی عقلی توجیح بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

لیکن اللہ رب العالمین کی قدرت کاملہ کہ اسنے انھیں ناقابل فہم اور ماورائے عقل واقعات کو اپنے برگزیدہ بندوں کی پہچان کا ایک طریقہ بنایا۔

"کرامات اعلیٰ حضرت" ایک ایسی ہی کتاب ہے جسمیں اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت پروانہ شمع رسالت عظیم البرکت عظیم المرتبت الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہزاروں کرامتوں سے چیدہ چیدہ کرامات کو جمع کرکے کتابی صورت میں جمع کیا گیا ہے۔

جمیعت اشاعت اہلسنت اس کتاب کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی ۳۸ ویں کڑی کے طور پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ:

اے مالک بحروبر جب تک سورج اپنی روپہلی کرنوں سے اہل زمین کو دھوپ و تمازت مہیا کرتا رہے جب تک چاند اپنی ٹھنڈی ٹھنڈی چاندنی سے دنیا کو منور کرتا رہے جب تک پہاڑوں میں مضبوطی باقی رہے جب تک ندیاں اور جھرنے اپنے مخصوص سروں میں گنگناتی رہیں جب تک انواع و اقسام کے پھول چمنستان عالم کو مہکاتے رہیں جب تک ستاروں کی یہ انجمن سلامت رہے ہمارے امام اہلسنت کی قبر پرُ انوار پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش نازل فرما۔ اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے تابد مستفیض فرما۔

طالب غم مدینہ و جنت البقیع
بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
محمد شعیب امجدی قادری عفی عنہ

فہرست

نوٹ: علمائے اہلسنّت و دیگر عقیدتمند حضرات کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ اس کتاب کی کسی عبارت میں یا جملہ میں کمی بیشی ہوئی ہو تو برائے خدا مطلع فرمائیں کہ آئندہ ایڈیشن میں درست کر دیا جائے۔

(کمترین اقبال احمد)

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)
کے اغراض و مقاصد

- ہر دل مسلم میں عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شمع فروزاں کرنا۔
- مسلک اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کی ترویج و اشاعت کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہنا۔
- مختلف اوقات میں حفظ و ناظرہ کے مدرسوں کا انعقاد۔
- عوام الناس میں دینی شعور بیدار کرنے کے لئے قائم لائبریری کے تحت دینی کتب و کیسٹوں کا مفت اجراء۔
- ہفتہ واری اجتماع کے سلسلے میں ہر ہفتہ مختلف موضوعات پر جید علماء کرام کے بیانات کروانا۔
- مختلف اوقات میں درس نظامی کی کلاسوں کا انعقاد۔
- بدمذہب فرقوں کی طرف سے پھیلائے جانے والے گمراہ کن عقائد و نظریات کی روک تھام کے لیے مختلف موضوعات پر وقتا فوقتا عقائد اہلسنت پر مبنی کتب ولٹریچر کی مفت اشاعت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اعلحضرت رضی اللہ عنہ کا خاندانی سلسلہ

اعلحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباؤ اجداد اکثر اولیائے کرام باکرامت عالم باعمل گزرے۔ آپکا خاندانی سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے

اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کا نام مولانا نقی علی خاں صاحب ان کے والد ماجد کا نام مولانا رضا علی خاں صاحب، ان کے والد ماجد کا نام مولانا حافظ کاظم علی خاں صاحب، ان کے والد ماجد کا نام اعظم خاں صاحب، ان کے والد ماجد کا نام مولانا محمد سعادت یار خاں صاحب، ان کے والد ماجد کا نام مولانا سعید اللہ خاں صاحب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مولانا سعید اللہ خاں صاحب

آپ قندھار کے موقر قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان تھے۔ شاہانِ مغلیہ کے عہد میں سلطان محمد شاہ نادر شاہ کے ہمراہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر فائز ہوئے۔ لاہور کا شیش محل آپ ہی کی جاگیر تھا۔ پھر لاہور سے دہلی تشریف لائے۔ اس وقت آپ شش ہزاری عہدے پر تھے شجاعت جنگ آپ کو خطاب عطا ہوا۔

سعادت یار خاں صاحب

آپ کو سلطنت مغلیہ کی جانب سے ایک جنگ فتح کرنے روہیل کھنڈ بھیجا گیا۔ فتح ہو جانے پر آپ کو بریلی کا صوبیدار بنانے کے لئے فرمان شاہی آیا لیکن آپ بستر مرگ پر آرام فرما تھے۔

مولانا اعظم خاں صاحب

آپ ایک بہت بڑے عہدہ پر فائز تھے اور ایک ہزار روپیہ ماہوار سے کم مشاہرہ نہ تھا۔ بریلی تشریف لائے تارک الدنیا ہو کر محلہ معماران میں شاہزادہ کا تکیہ جو آپ ہی کے نام سے مشہور ہے وہیں قیام فرمایا اور وہیں آپ کا مزار شریف ہے۔ آپ کامل اولیائے کرام میں سے تھے۔

کرامت: آپ کے صاحبزادے ہر پنجشنبہ کو سلام کرنے حاضر ہوا کرتے۔ ایک

مرتبہ جاڑے کے موسم میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ شاہ صاحب اس موسم میں آگ کے
دھرے کے پاس تشریف فرما ہیں اور جسم پر سرمائی پوشاک نہیں تو فوراً اپنا بیش بہا سے
دوشالا اتار کر اپنے والد ماجد کے کاندھے پر ڈال دیا۔ شاہ صاحب نے نہایت استغنا
اتار کر آگ کے دھرے میں ڈال دیا آپ کے صاحب زادے صاحب کے دل میں یہ خیال ہوا
کاش جلانے کے بجائے کسی اور کو عطا فرما دیا جاتا۔ ادھر دل میں خیال پیدا ہوا۔ شاہ صاحب
نے اس آگ سے بھڑکتے ہوئے دھرے میں سے دوشالہ کھینچ کر پھینک دیا اور فرمایا فقیر
کے یہاں دھکڑ پکڑ کا کام نہیں لے اپنا دوشالہ جب دیکھا تو اس پر آگ نے کچھ اثر نہ کیا تھا۔

حافظ کاظم علی خاں صاحب

آپ شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے۔ دو سو سواروں کی بٹالین خدمت میں رہا کرتی۔
آپ اس کوشش میں تھے کہ سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں جو گڑبڑ ہے دور ہو جائے
اور اس سلسلہ میں کلکتہ بھی تشریف لے گئے تھے۔

مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب

آپ نے شہر ٹونک میں مولوی خلیل الرحمن صاحب سے علوم درسیہ حاصل کر کے
بائیس سال کی عمر میں سند حاصل فرمائی۔ آپ کے علم کا شہرہ ہندوستان میں دور
دور تک پھیلا۔ آپ فقر و تصوف میں کامل بہت پُر اثر تقریر فرماتے۔ فصاحت کلام،
سبقت اسلام۔ زہد و قناعت۔ علم و تواضع آپ کا خاص حصہ تھا۔ آپ اپنے وقت
کے قطب تھے۔ آپ سے بہت کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک دو واقعہ نقل کئے جاتے ہیں۔

کرامت اہل ہنود کے ہولی کے تہوار پر بازار میں سے گذر فرمایا۔ ایک ہندو
بازاری طوائف نے آپ پر رنگ ڈال دیا۔ ایک جوشیلے نوجوان
نے اوپر جا کر مارنا چاہا۔ فرمایا کیوں تشدد کرتے ہو۔ اس نے مجھ پر رنگ چھوڑا ہے
خدا اسے رنگ دے گا۔ اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا وہ طوائف فوراً قدموں
پر آ گری معافی مانگی مشرف باسلام ہوئی آپ نے وہیں اس نوجوان سے عقد کر دیا

کرامت ایک صاحب آئے اور کچھ رقم قرض مانگی۔ آپ نے فرمایا دیکھو بیجا

صرف نہ کرنا۔ وہ صاحب آزاد مزاج تھے رقم لے کر طوائف کے یہاں گئے۔ دیکھا
کہ حضرت کا عصا اور چھتری رکھی ہوئی ہے الٹے پاؤں واپس ہوئے۔ دوسری کے
یہاں گئے وہاں بھی یہی حال دیکھا، تیسری کے یہاں گئے وہاں بھی وہی دیکھا
غرض عاجز ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور صدق دل سے توبہ کی۔ جناب محمد حسن
صاحب علمی جن کا خطبۂ علمی ہندوستان میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے آپ ہی کے
شاگرد اور مرید ہیں۔

مولانا شاہ حکیم نقی علی خاں صاحب

آپ نے اپنے والد ماجد مولانا رضا علی خاں صاحب سے علوم دینیہ ظاہرہ
باطنہ حاصل فرمائے۔ علوم ظاہری میں آپ کا نظیر نہ تھا۔ نظر فراست کا یہ عالم جو
فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

کرامت ایک بار کا ذکر ہے کہ بریلی شریف میں قحط پڑا۔ پانی نہیں برسا مسلمانوں
نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی۔ آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو۔
بازار سے گزر ہوا۔ غیر مسلمین نے طنزاً کہا دیکھنا ہے کہ آپ پانی برسوا کر ہی پلٹیں گے۔ جب عیدگاہ
پہنچے دوگانہ پڑھا اور دعا مانگی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ پانی برسنا شروع ہو گیا۔

حضور پرنور اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلی قدس سرہٗ نور اللہ مرقدہٗ

جن کی تعریف و توصیف سے زمانہ گونج رہا ہے۔ آپ کے علم و فضل کی روشنی
دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچ چکی ہے۔ آج ہر گلی کوچہ میں، شہر و بستی میں بلکہ ہر
ایک ملک میں آپ کے خداداد علم کا ذکر اور بے لوث خدمت دین کا چرچا ہے
آپ کے مختصر حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

مختصر حالات

آپ کی ولادت بریلی جو روہیل کھنڈ کا صدر مقام ہے محلہ جسولی جہاں آپ کا آبائی مکان تھا جس میں آپ کے دادا جان مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب قیام تھا ۱۲۷۲ھ ۱۰ شوال المعظم بروز شنبہ بوقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ آپ آپ کو بہت سے نام و خطابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کا پیدائشی نام محمد ہے آپ کی والدہ ماجدہ محبت میں امّن میاں فرمایا کرتی تھیں۔ والد ماجد قبلہ اور دیگر اعزہ احمد میاں کے نام سے یاد فرمایا کرتے۔ آپ کے جدِ امجد صاحب قبلہ نے آپ کا اسم شریف احمد رکھا۔ اور آپ کا تاریخی نام المختار ہے۔ اور خود اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد المصطفیٰ اپنے نام سے پہلے لکھا کرتے۔ دیگر آپ نے اپنا سن ولادت اس آیہ کریمہ سے استخراج فرمایا اُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ۔ ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔

اب جب کہ نام کا ذکر آگیا ہے تو اس کے متعلق بھی عرض کر دوں جو ہر مسلمان کے لئے فوائدِ کثیرہ کا باعث ہوگا جو خود اعلیحضرت عظیم البرکۃ کی زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوا۔

محمد نام رکھنے کے فضائل

کسی نے عرض کی حضور میرے بھتیجا پیدا ہوا ہے اس کا کوئی تاریخی نام تجویز فرما دیں ارشاد فرمایا۔ تاریخی نام سے کیا فائدہ۔ نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں۔ میرے اور میرے بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام محمد رکھا یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے۔ حامد رضا خاں کا نام محمد ہے اور ان کی ولادت ۱۲۹۲ھ میں ہوئی اس مبارک نام کے عدد ۹۲ ہیں۔ ایک دقت تاریخی نام میں یہ بھی ہے کہ اسماء حسنیٰ باری تعالیٰ ایک یا دو کے اعداد موافق عدد نام قاری ہوں۔ عدد نام دو چند کر کے پڑھے

جاتے ہیں۔ وہ قاری (یعنی پڑھنے والے) کو اسم اعظم کا فائدہ دیتے ہیں۔ تاریخی نام سے مقدار بہت زائد ہو جائے گی، مثلاً اگر کسی کی ولادت اس ۱۳۲۹ھ میں ہوئی تو اس کے مطابق عدد کے اسمائے حسنیٰ ۲۶۵۸ بار پڑھے جائیں گے اور محمد نام ہوتا تو ایک سو چوراسی بار۔ دونوں میں کس قدر فرق ہے (پھر اس نام اقدس کے فضائل میں یہ چند حدیثیں ذکر فرمائیں۔

ایک حدیث

میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔ ایک روایت میں ہے جس مشورے میں اس نام کا آدمی شریک ہو اس میں برکت رکھی جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ تمہارا کیا نقصان کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔

بشارت قبل پیدائش

آپ کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں صاحب نے ایک خواب عجیب دیکھا۔ جس کا سرور دل کو مسرور کرتا رہا۔ مگر خواب یاد آنے پر تشویش بڑھ جاتی۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب سے بیان فرمایا۔ آپ نے تعبیر میں ارشاد فرمایا خواب مبارک ہے بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمہاری پشت سے ایک فرزند عطا فرمائے گا۔ جو علم کا دریا بہائے گا جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیلے گا۔

بزرگوں کی پیش گوئیاں

جب اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ کے والد ماجد آپ کو لے کر مولانا رضا علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں گئے۔ مولانا نے دیکھ کر گود میں لیا اور فرمایا یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ عقیقہ کے دن والد ماجد نے خواب خوشگوار دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ یہ فرزند فاضل و عارف باللہ ہوگا۔

کرامت

ایک دن اعلیٰ حضرت اپنی مسجد کے سامنے تشریف فرما تھے

عمر شریف اس وقت ساڑھے تین سال کی تھی ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں جلوہ فرما ہوئے۔ انہوں نے آپ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی آپ نے فصیح عربی میں ان سے کلام کیا اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہیں دیکھا نہ آپ نے بتایا کہ وہ کون بزرگ تھے اور ان سے کیا گفتگو ہوئی۔

رسم بسم اللہ خوانی

اس کا صحیح علم نہیں کہ آپ کی بسم اللہ خوانی کس عمر میں ہوئی۔ ہاں اسی سے اندازہ کریں کہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ ختم کر لیا تھا۔ بسم اللہ خوانی کے وقت ایک عجیب واقعہ پیش آیا حضور کے استاد محترم نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بعد الف۔ با۔ تا۔ ثا۔ جس طرح پڑھا جاتا ہے پڑھایا۔ حضور ان کے پڑھانے کے مطابق پڑھتے رہے جب لام الف کی نوبت آئی تو استاد نے فرمایا۔ کہو لام۔ الف حضور خاموش رہے۔ استاد نے دوبارہ کہا کہو میاں لام الف۔ حضور نے فرمایا یہ دونوں تو پڑھ چکے۔ لام بھی پڑھ چکے ہیں۔ الف بھی پڑھ چکے ہیں۔ یہ دوبارہ کیسا۔ اس وقت حضور کے جد امجد مولانا رضا علی خاں قدس سرہ العزیز (جو کہ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے) فرمایا بیٹا استاد کا کہا مانو جو کہتے ہیں پڑھو۔ حضور نے اپنے جد امجد کے چہرے کی طرف نظر کی۔ حضور کے جد امجد نے اپنی فراست ایمانی سے سمجھا کہ بچے کو شبہ ہے کہ یہ حرف مفردہ کا بیان ہے اب اس میں ایک مرکب لفظ کیسے آیا۔ ورنہ یہ دونوں حرف الگ الگ تو پڑھ ہی چکے ہیں۔ اگرچہ بچے کے عمر کے اعتبار سے اس راز کو ظاہر کرنا مناسب نہ تھا اور سمجھ سے بالا خیال کیا جاتا مگر ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ حضرت جد امجد نے نور باطنی سے سمجھا کہ یہ لڑکا کچھ ہونے والا ہے اس لئے ابھی سے اسرار و نکات کا ذکر ان کے سامنے مناسب جانا اور فرمایا تمہارا خیال درست سمجھنا بجا ہے مگر بات یہ ہے کہ شروع میں تم نے جس کو الف پڑھا حقیقۃً وہ ہمزہ ہے اور یہ درحقیقت الف ہے لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے

اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن ہے اس لئے کہ ایک حرف یعنی لام اول میں لا کر اس کا تلفظ بتانا مقصود ہے۔ حضور نے فرمایا تو کوئی بھی ایک حرف ملا دینا کافی تھا۔ اتنے حرف کے بعد لام کی کیا خصوصیت ہے۔ با۔ تا۔ دال۔ سین بھی اوّل لا سکتے تھے۔ حضرت نے غایت محبت و جوش میں گلے لگا لیا اور دل سے بہت دعائیں دیں۔ پھر فرمایا کہ لام اور الف میں صورۃً مناسبت خاص ہے ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک ہی ہے لا یالا اور سیرۃً اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام (ل ام اور ا ل ف) ہے یعنی یہ اس کے بیچ میں وہ اس کے بیچ میں۔ گویا ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کہنے کو حضور کے جد امجد نے اس لام الف کو مرکب لانے کی وجہ بیان فرمائی مگر سچ پوچھو تو باتوں باتوں میں سب کچھ بتا دیا اور اسرار و حقائق کے رموز و اشارات کے دریافت و ادراک کی صلاحیت و قابلیت اسی وقت سے پیدا فرما دی جس کا اثر سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت میں وہ اگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے۔

غیر فصیح اور غلط لفظ

بچپن میں بھی زبان مبارک پر نہ آیا جسم و جان قلب و زبان کے مالک رب تبارک و تعالیٰ نے آپ کو ہر لغزش سے محفوظ رکھا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیۂ کریمہ میں بار بار زبر بتا رہے تھے اور آپ زیر پڑھتے تھے یہ کیفیت حضور کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب قطب الوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھ کر حضور کو اپنے پاس بلا لیا اور کلام پاک منگا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہو گئی تھی زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا اور اسی طرح بے تصحیح طبع ہو گیا تھا۔

یعنی جو زیر حضور پر نور اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا وہی صحیح تھا پھر بھی حضور سے حضرت جد امجد قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مولوی صاحب تم کو جس طرح بتاتے تھے کیوں نہیں پڑھتے تھے عرض کی میں ارادہ کرتا تھا کہ جس طرح بتاتے ہیں اسی طرح پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔ حضرت نے فرمایا خوب اور مسکرا کر سر پر ہاتھ پھیرا اور دل سے دعائیں دیں۔ پھر ان مولوی صاحب سے فرمایا یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا۔ حقیقتہً کاتب نے غلط لکھ دیا ہے۔ پھر قلم فیض رقم سے اس کی تصحیح فرما دی۔

ایک دن مولوی صاحب موصوف حسب معمول بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک بچّے نے سلام کیا مولوی صاحب نے جواب میں کہا جیتے رہو۔ اس پر اعلیحضرت نے فرمایا یہ تو جواب نہ ہوا۔ وعلیکم السّلام کہنا چاہئیے تھا۔ مولوی صاحب بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں۔

تقویٰ حضور کی عمر چار سال کی تھی۔ اس وقت ایک بڑا کرتہ ٹخنوں تک پہنے ہوئے مکان کے باہر تشریف لائے سامنے چند طوائفیں گزریں آپ نے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر چہرۂ مبارک پر ڈال لیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر ایک طوائف بولی واہ میاں صاحب زادے آنکھیں ڈھک لیں اور ستر کھول دیا۔ آپ نے مونھ کو چھپائے اسی طرح برجستہ جواب دیا۔ جب آنکھ بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔ یہ جواب سن کر وہ سکتہ کے عالم میں رہ گئی۔

آپ بچپن ہی سے اولیائے کرام کے عاشق اور ان کی محبّت کے شائق تھے بریلی شریف میں ایک بزرگ مجذوب بشیر الدین صاحب آخن زادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انکی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا آپ کے والد ماجد قدس سرہٗ کی خوشی کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لئے

نہ جائیں۔ ایک روز رات کو گیارہ بجے اکیلے ان کے پاس پہنچے اور مسجد کے فرش پر جا کر خاموش بیٹھ گئے۔ وہ حجرے میں چارپائی پر بیٹھے تھے آپ کو پندرہ بیس منٹ تک بغور دیکھتے رہے۔ آخر آپ سے پوچھا تم مولوی رضا علی صاحب کے کون ہو آپ نے فرمایا ان کا پوتا ہوں۔ فوراً وہاں سے جھپٹے اور آپ کو اٹھا کر لے گئے اور اپنی چارپائی پر بٹھایا اور بڑی شفقت سے پوچھا کیسا مقدمہ کے لئے آئے ہو فرمایا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس کے لیے نہیں آیا میں تو صرف دعائے مغفرت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے اللہ کرم کرے۔ اللہ کرم کرے۔ اس کے بعد آپ کے منجھلے بھائی مولانا حسن رضا خاں صاحب ان کے پاس تشریف لے گئے دیکھتے ہی فرمایا مولوی صاحب سے کہنا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ط بس دوسرے دن مقدمہ فتح ہو گیا۔

آغاز نصیحت چھ سال کی عمر شریف میں ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں منبر پر رونق افروز ہوئے اور بہت بڑے مجمع کے سامنے سب سے پہلے تقریر فرمائی جس میں کم و بیش دو گھنٹے علم و عرفان کے دریا بہائے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پیدائش کے بیان کی خوشبو سے اپنی زبان کو معطر فرمایا۔

روزہ کشائی رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے اور حضور پر نور اعلیحضرت کے روزہ کشائی کی تقریب ہے۔ کاشانہ اقدس میں جہاں افطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے ایک کمرے میں فیرنی کے پیالے جمانے کے لئے چنے ہوئے تھے۔ آفتاب نصف النہار پر ہے ٹھیک تمازت کا وقت ہے حضور کے والد ماجد آپ کو اسی کمرے میں لے جاتے ہیں اور کمرہ بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر آپ کو دیتے ہیں کہ اسے کھالو عرض کی میرا تو روزہ ہے۔ کیسے کھاؤں۔ والد صاحب قبلہ نے فرمایا۔ بچوں کا روزہ

ایسا ہی ہوتا ہے لو کھالو میں نے کواڑ بند کر دیئے ہیں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ یہ سنتے ہی حضور کے والد ماجد کے چشمان مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر آئے۔

تعلیم کا شوق آپ کی والدہ ماجدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ اعلیٰحضرت نے پڑھنے میں کبھی ضد نہ کی برابر پڑھنے کو جاتے بلکہ جمعہ کے دن بھی جانا چاہتے مگر والد ماجد کے منع کرنے سے رک جاتے۔ شروع ہی سے آپ کا یہ عالم تھا کہ استاد سے کبھی چوتھائی کتاب سے زائد نہ پڑھتے تھے یعنی چوتھائی کتاب۔ استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ کتاب از خود یاد کر کے سُنا دیا کرتے تھے۔ استاد جب سبق پڑھا دیا کرتے تو آپ ایک یا دو مرتبہ دیکھ کر کتاب بند کر دیا کرتے۔ ایک دن آپ سے پوچھا کہ احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔

اس کے بعد میزان منشعب جناب مرزا قادر بیگ صاحب سے پڑھیں باقی کتب درسیہ تمام دینیات کی تکمیل اپنے والد صاحب سے کی۔

دستارِ فضیلت عمر شریف کا چودھواں سال تھا۔ ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو سند دستار فراغت حاصل فرمائی۔

کار افتاء اسی دن ایک رضاعت کا مسئلہ لکھ کر والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا۔ والد ماجد نے آپ کی فراست و ذہانت دیکھ کر اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد فرما دیا۔ خیر یہ تو دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد مسئلہ تحریر فرمایا مگر آپ نے تو ایک مسئلہ فرائض کا آٹھ سال کی عمر شریف میں تحریر فرمایا۔

والد ماجد گاؤں میں تشریف رکھتے تھے کہیں سے سوال آیا آپ نے جواب لکھا۔ جب والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے دکھایا گیا۔ ارشاد فرمایا معلوم ہوتا ہے مسئلہ اَمَّن میاں نے لکھا ہے

ان کو ابھی نہ لکھنا چاہئیے مگر ہمیں اس جیسا کوئی بڑا لکھ کر دکھائے تو ہم جانیں۔

خداداد علم شاید دس سال کی عمر شریف میں جب کہ اپنے والد ماجد صاحب قبلہ سے مسلم الثبوت پڑھ رہے تھے کہ والد صاحب کا تحریر کردہ اعتراض و جواب نظر پڑا جو آپ نے مسلم الثبوت پر کیا تھا اعلیٰحضرت نے اس اعتراض کو رفع فرمایا اور متن کی ایسی تحقیق فرمائی کہ سرے سے اعتراض ہی وارد نہ ہوتا تھا۔ جب پڑھاتے وقت والد صاحب کی نظر اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے حاشیہ پر پڑی اتنی مسرت ہوئی کہ اٹھ کر سینے سے لگا لیا اور فرمایا احمد رضا تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو بلکہ پڑھاتے ہو۔

یہ ہے اعلیٰ حضرت کا خداداد علم کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے سچے نائب کو پیدا ہوتے ہی اپنے علم کا سچا وارث بنا دیا تھا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ کا مصداق۔ بریلی شریف کا آفتاب چودھویں صدی کا مجدد جس نے حضور نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تعلیم اور نور شریعت سے عالم کو روشن و منور کر دیا۔

شادی مبارک حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی جناب شیخ فضل حسین صاحب کی بڑی صاحبزادی ارشاد بیگم کی ساتھ ہوئی۔ ۱۲۹۱ھ میں یہ شادی مسلمانان عالم کے لئے ایک شرعی نمونہ تھی۔ جس کے تمام واقعات اگر اسی وقت لکھ لئے جاتے تو مسلمانوں کے لئے ایک کار آمد درس حیات کا خزانہ ہوتا مگر افسوس کہ وقت ہاتھ سے چلا گیا۔ غرض کہ یہاں تو یہاں آپ نے وہاں بھی کہلوا دیا تھا کہ کوئی بات خلاف شرع نہ ہو۔

سبحان اللہ ان حضرات نے بھی اس کا اتنا لحاظ کیا کہ لوگ کہہ اٹھے

کہ پاس شرع ہو تو ایسا ہو۔

علمائے حق

حضور پر نور اعلیٰ حضرت کی شادی کے بعد ایک واقعہ بہت دلچسپ پیش آیا اسے نقل کیا جاتا ہے جس سے علمائے حق و متکبرین کا امتیاز ہوتا ہے۔

ایک صاحب رامپور سے حضرت اقدس مولانا نقی علی خاں صاحب کا اسم گرامی سن کر آئے اور ایک فتویٰ پیش کیا جس میں جناب مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ جس پر اکثر علمائے کرام کی مہریں اور دستخط تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ کمرے میں مولوی صاحب ہیں ان کو دیدیجئے جواب لکھ دیں گے۔ وہ کمرے میں گئے واپس آکر عرض کیا کہ مولوی صاحب نہیں ہیں فقط ایک صاحب زادے صاحب ہیں۔ حضرت نے فرمایا انھیں کو دیدیجئے وہ لکھ دیں گے۔ انھوں نے کہا حضور میں تو آپ کا شہرہ سن کر آیا ہوں، حضرت نے فرمایا۔ آج کل وہی فتویٰ لکھا کرتے ہیں۔ انھیں کو دیدیجئے غرض دیدیا۔ اعلیٰ حضرت نے جو اس فتویٰ کو دیکھا تو ٹھیک نہ تھا۔ آپ نے اس جواب کے خلاف جواب تحریر فرماکر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا حضرت نے اس کی تصدیق فرمادی۔ وہ صاحب اس فتویٰ کو لے کر رامپور پہنچے جب نواب رامپور کی نظر سے گزرا شروع سے آخر تک اس فتویٰ کو پڑھا۔ اور مولانا ارشاد حسین صاحب کو بلایا۔ آپ تشریف لائے تو وہ فتویٰ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا کی حق پسندی و حق گوئی ملاحظہ ہو صاف فرمایا فی الحقیقۃ وہی حکم صحیح ہے جو بریلی شریف سے آیا ہے۔ نواب صاحب نے پوچھا پھر اتنے علمائے آپ کے جواب کی تصدیق کس طرح کردی۔ فرمایا ان حضرات نے مجھ پر میری شہرت

کی وجہ سے اعتماد کیا اور میرے فتویٰ کی تصدیق کی ورنہ حق وہی ہے جو انھوں نے لکھا ہے یہ سن کر دوسرے یہ معلوم کرکے کہ اعلیٰحضرت کی عمر ۱۹۔۲۰ سال کی ہے نواب صاحب کو ملاقات کا شوق ہوا۔ اعلیٰحضرت قبلہ کو نواب صاحب نے یاد فرمایا۔ آپ اپنے خسر جناب شیخ فضل حسین صاحب کے ہمراہ جو رامپور کے ڈاک خانے میں اعلیٰ افسر کی حیثیت سے تھے تشریف لے گئے۔ جس وقت آپ نواب صاحب کے یہاں پہنچے کیونکہ آپ دبلے پتلے تھے تو نواب صاحب نے دیکھ کر بہت تعجب کیا اور چاندی کی کرسی پیش کی۔ فرمایا چاندی کا استعمال مرد کو حرام ہے یہ سن کر نواب کچھ خفیف ہوئے اور اپنے پلنگ پر بٹھالیا اور بہت لطف و محبّت سے باتیں کرنے لگے، اسی درمیان میں نواب صاحب نے مشورہ دیا کہ ماشاء اللہ آپ فقہ دینیات میں بہت کمال رکھتے ہیں بہتر ہو کہ مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی سے منطق کی اوپر کی کتابیں پڑھ لیں آپ نے فرمایا کہ جناب والد ماجد صاحب نے اجازت دی تو تعمیل ارشاد کی جائیگی اتفاق وقت کہ اسی درمیان میں جناب مولانا عبدالحق صاحب بھی تشریف لے آئے نواب صاحب نے اعلیٰحضرت کا ان سے تعارف کرایا اور اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے علامہ خیرآبادی نے دریافت فرمایا منطق کی کتاب کہاں تک پڑھی ہے اعلیٰحضرت نے فرمایا قاضی مبارک یہ سن کر علامہ خیرآبادی نے شاید عمر کو دیکھ کر مذاق خیال کیا اور دریافت کیا کہ تہذیب پڑھ چکے ہیں جس طنز سے مولانا نے یہ سوال کیا اسی انداز پر آپ نے جواب دیا۔ کیا آپ کے یہاں قاضی مبارک کے بعد تہذیب پڑھائی جاتی ہے یہ جواب سن کر مولانا نے خیال کیا۔ ہاں یہ بھی کچھ ہیں۔ اس لئے

اس گفتگو کو چھوڑ کر دوسرا سوال کیا کہ بریلی میں آپ کا کیا شغل ہے۔ فرمایا تدریس، افتا، تصنیف۔ کہا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں۔ فرمایا جس مسئلہ دینیہ میں ضرورت دیکھی اور ردّ وہابیہ میں۔ یہ سن کر علامہ خیرآبادی نے کہا آپ بھی ردّ وہابیہ کرتے ہیں۔ ایک وہ ہمارا بدایونی خبطی ہے کہ ہر وقت اسی خبط میں مبتلا رہتا ہے۔ یہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی کی طرف اشارہ تھا۔ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی حمایت دین کی وجہ سے بہت عزت کرتے تھے اس لفظ کو سن کر کبیدہ ہوئے اور فرمایا۔ جناب والا سب سے پہلے وہابیہ کا ردّ حضرت مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے والد ماجد نے کیا۔ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ مستقل کتاب مولوی اسمٰعیل کے رد میں تصنیف فرمائی یہ سن کر مولانا عبدالحق صاحب نے فرمایا، اگر ایسی حاضر جوابی میرے مقابلہ میں رہی تو مجھ سے پڑھنا نہیں ہو سکتا۔ اعلیحضرت نے فرمایا آپ کی باتیں سن کر میں نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا کہ ایسے شخص سے منطق پڑھنی اپنے علمائے اہل سنّت کی توہین و تحقیر سننی ہوگی اسی وقت پڑھنے کا خیال دل سے دور کر دیا تھا۔ تب آپ کی بات کا ایسا جواب دیا۔

شرف بیعت جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ کا ذکر ہے کہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے روتے دوپہر کو سو گئے۔ دیکھا حضرت جد امجد مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ ایک صندوقچی عطا فرمائی اور فرمایا عنقریب آنے والا ہے وہ شخص جو تمہارے دردِ دل کی دوا کرے گا۔

دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی* رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدایوں سے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ تشریف لے گئے اور عالی جناب حضرت سید شاہ آل رسول احمد قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پہنچے۔ دیکھتے ہی فرمایا آئیے ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے ہیں۔ پھر بیعت فرمایا اور اسی وقت تمام سلاسل کی اجازت بھی عطا فرما دی یعنی خلافت بھی بخش دی اور جو عطیات سلف سے چلے آرہے تھے وہ بھی سب عطا فرما دئے اور ایک صندوقچی جو وظیفہ کی صندوقچی کے نام سے منسوب تھی عطا فرمائی اور ان وظائف کی اجازت مرحمت فرمائی یہ دیکھ کر تمام مریدین کو جو حاضر خدمت تھے رشک ہوا اور عرض کی حضور اس بچہ پر یہ کرم کیوں ہوا۔ ارشاد فرمایا اے لوگو تم احمد رضا کو کیا جانو۔ یہ فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن رب العزت جل و علیٰ ارشاد فرمائے گا کہ آل رسول تو دنیا سے کیا لایا۔ تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا (یا یہ فرمایا کہ) یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں اوروں کو تیار ہونا پڑتا ہے یہ بالکل تیار آئے تھے انھیں صرف نسبت کی ضرورت تھی۔

پہلا حج اور روضۂ انور کی زیارت آپ ۱۲۹۵ھ میں اپنے والدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ حج و زیارت روضۂ اکرم کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ کے دل مبارک میں اوّل ہی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم نبی مکرّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی خود ارشاد فرماتے ہیں بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیۂ کریمہ میں ہے اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَہُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ

جس کا ترجمہ یہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ
تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس
کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی اور اس کا آغاز ہے۔
لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ
اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ترجمہ (اے محبوب)
نہ پائیں گے آپ ان لوگوں کو جو اللہ ورسول اور یوم آخر پر
ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں
اگرچہ وہ ان کے باپ ان کی اولاد یا ان کے بھائی یا ان کے
کنبہ قبیلہ کے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں
میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف
سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی (اس کے
بعد فرمایا) بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ
(یعنی اللہ ورسول کے دشمنوں) سے اور میرے بچوں اور بچوں کے
بچوں کو بھی بفضلہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلادی
گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ
فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ بحمد اللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے
کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوگا۔

حضور کی محبت پر ایمان کا دار و مدار ہے

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد
فرماتے ہیں لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ
اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ
ترجمہ: تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک کہ اپنی ماں اپنے

باپ اور سارے جہان سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے۔ ہر
مسلمان کا دعویٰ ہے کہ مجھ کو سارے جہان سے زیادہ حضور
سے محبت ہے مگر دوستو دعوای کے لئے دلیل ہونا ضروری ہے
تو ہمارے دل کے چین جان کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبت
کی دلیل یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ جس
کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ ہر وقت اسی کا ذکر کیا کرتا ہے
اسی کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ اس موقع پر کیا خوب ارشاد
فرمایا ہے اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ؎

میں تو کہا ہی سچا ہوں کہ بندہ ہوں آپ کا
پر لطف جب ہے کہہ دیں وہ عالی جناب ہوں

ہے تو یہی کہ ان کے قبول فرمانے پر دار و مدار ہے ورنہ غلامی
کا دعویٰ تو سب ہی کرتے ہیں مگر یہ ضرور کہوں گا کہ سچی محبت
ہو تو کیوں نہ قبول ہو جب کہ رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا
ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ترجمہ: (اے
محبوب) جو اللہ کے ساتھ محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں آپ ان
سے فرما دیجئے کہ میرا اتباع کرو (میری فرماں برداری کرو) تو
کیا ہوگا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔
اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک زندگی کو محبت
کی آنکھوں سے نظارہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ پیدائش سے
لے کر روز وفات تک کا ایک ایک لمحہ محبت سرکار میں ڈوبا
ہوا ہے۔

آپ کی تصنیفات

جن کی تعداد چھ سو سے بھی زائد ہے
ان کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
کہ تمام زندگی آپ کی تعریف وتوصیف حبیب میں گزری ہے

آپ نے قرآن کریم کی ہر سنت پر عمل فرمایا۔ قرآن حمید
محبوب رب العالمین کا وصف نامہ ہے اس میں حضور کی تعریف
ہے اور تعریف کا مقصد محبوب کو خوش کرنا ہے۔ لہٰذا قرآن کریم
میں حضور جانِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے
لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہیں محبوب کی تعریف فرمائی اور
کہیں محبوب کے دوستوں کی تعریف فرمائی اور کہیں محبوب
کے دشمنوں کی مذمت فرما کر محبوب کو خوش کیا۔ کیونکہ دوست
کو خوش کرنے کے تین ہی طریقے ہیں ایک تو خود دوست کی تعریف
کی جائے تو دوست خوش ہوگا دوسرے اس دوست کے دوست
کی تعریف کی جائے تو دوست خوش ہوگا۔ تیسرے دوست کے
دشمن کی برائی کی جائے اس کو برا کہا جائے تو دوست خوش ہوگا۔
اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں تینوں طریقوں پر
عمل فرمایا جب ہی تو اس طرح عرض کرتے ہیں ؎

کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں — کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسانِ عرب

اللہ اللہ یہ ہیں سچے چاہنے والے مدنی تاجدار، مالک ومختار
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
کے نعت خواں مدح گو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن پر
میری جان قربان جس کے سگِ بارگاہ پر میری عزیز عزت نثار کہ
اعلیٰ حضرت ان کے کتوں میں قبول فرمائے جانے کی تمنا کرتے ہیں۔
غرض کہ اعلیحضرت قدس سرہ ہمیشہ ہمیشہ حضرت حسان صحابی
رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قدم بقدم چلے اور محبت کی
کی جو دلیل حضور نے بتائی تھی اس کی تفسیر اپنے عمل سے بیان
فرمادی پھر کیا وجہ کہ سرکار سے محبت اور عرب کے بیابانوں کی

خاک اڑانے کی آرزو نہ ہو۔ جب آپ کو اس خاک کی یاد آتی ہے
تو اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا — خاکی تو وہ آدم جدِ اعلیٰ ہے ہمارا
اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں — یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا
اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے — اس خاک میں مدفون شہِ بطحا ہے ہمارا
ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہِ کونین — معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا
ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی — آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

اللہ اللہ کیا حسرت میں ڈوبا ہوا قطعہ ارشاد فرمایا ہے محبت
اس کو کہتے ہیں دوسرے قصیدہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں ؎

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزت کا — نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
مدد اے جوششِ گریہ بہا دے کوہ اور صحرا — نظر آجائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا
ہوئے کمخوابیٔ ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی — تصور خوب باندھا آنکھوں نے استارِ تربت کا
رضائے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا — کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

یاد کوئے جاناں میں جب دل بے چین ہوتا تو اس طرح دل کو سمجھاتے ؎

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا — شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا
جان دے دو وعدۂ دیدار پر — نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا
یاد ابرو کر کے تڑپو بلبلو — ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا
اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے — دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

اور یہ بے چینی اس لئے اور بھی تھی کہ حضور کے والدین سفرِ حج کی
تیاری کر رہے تھے۔ جان و دل قربان سید الانس والجان صلی اللہ
علیہ وسلم پر کہ ادھر کسی عاشق بیتاب نے ایک آہ کی ادھر فریاد رسی
ہوئی جس کا ظہور اس طرح ہوا کہ آپ کے والد ماجد جناب مولانا
نقی علی خاں صاحب تشریف لاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے

احمد رضا تم نہیں چلو گے۔ یہ نہ فرمایا کہ کہاں۔ اور نہ اعلیحضرت نے دریافت کیا۔ بلکہ یہ شعر پڑھا۔

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینہ پہنچے تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

اور سفر کا انتظام شروع کر دیا۔ اب کیا تھا دن عید رات شب برأت عجب سماں ہے۔ تمام اعزّہ و اقرباء و احباب ملنے آتے ہیں۔ بہت سے ہمرکابی کے خیال سے سامان سفر لئے در دولت پر حاضر۔ ادھر مشتاقوں کا ہجوم۔ ہم سفروں کی دھوم اور کوئی مجبور و مغموم اس طرح کہتا ہے ؎

ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو ٹھہرو گٹھریاں توشۂ امید کی گٹھ جانے دو

غرض کہ ایک ہجوم عظیم کے ہمراہ اسٹیشن تک تشریف لائے اور گاڑی چھوٹنے پر رخصت کرنے والوں کے آہ و نالے بلند ہوئے اس وقت کا سماں جنھوں نے دیکھا ہے وہی جانیں۔

۲۶ شوّال ۱۲۹۵ھ سفر زیارت حرمین شریف فرمایا۔ جب حج و عمرہ سے فراغت پائی ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم میں ادا کی بعد نماز امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمال نے مڑ کر دیکھا آپ کی نظر اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور پر پڑی بغیر تعارف آپ نے اعلیحضرت قدس سرہٗ کا دست مبارک پکڑا اور چل دیئے حضور نے بھی کچھ نہ فرمایا اور بلا تکلف چلتے رہے یہاں تک کہ آپ اپنے دولت کدہ پر پہنچے اور دیر تک حضور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی کو پکڑ کر فرماتے رہے اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ

ترجمہ: بیشک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں۔ اس کے بعد صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمائی اور فرمایا تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے

اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری تک صرف گیارہ واسطے ہیں۔

کیوں کہ آپ کا ارادہ گھر سے ہی مدینہ منورہ کی حاضری کا تھا لہذا اب وہاں کی یاد آتی ہے رہ رہ کر دل کو تڑپاتی ہے مگر مجبور ہیں کہ بغیر قافلہ کے روانہ ہوئے خود کیوں کر جائیں جب انتظار کی گھڑیاں ناقابل برداشت ہوئیں تو حجاج کرام کو مخاطب فرما کر یوں کہتے ہیں ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت اب مدینہ کو چلو صبح دل آرا دیکھو
آب زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
زیر میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے ابر رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو
دھوم دیکھی ہے در کعبہ پہ بیتابوں کی ان کے مشتاق میں حسرت کا تڑپنا دیکھو
خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو
واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو
زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ جلوہ فرما یہاں کونین کا دولھا دیکھو
جمعہ مکہ تھا عید اہل عبادت کے لئے مجرمو آؤ یہاں عید دوشنبہ دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

اللہ اکبر! وہ کیا سماں ہوگا جب سرکار ابد قرار فقیروں کے غم گسار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے روضہ مبارک پر حاضری ہوئی ہوگی سبز گنبد کا نظارہ کیا ہوگا۔ سنہری جالیوں کے سامنے سلام عرض کیا ہوگا اور سرکار نے جواب سے نوازا ہوگا۔

اے رب تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو حاضری بارگاہ بیکس پناہ نصیب فرما آمین۔

چودھویں صدی کا مجدّد

حدیث شریف۔ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ عَلٰی رَاۡسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنۡ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمۡرَ دِیۡنِھَا۔ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر مجدّد دین بھیجتا ہے۔ اس حدیث جلیل کی شرح میں شیخ الاسلام بدرالدین ابدال رسالہ مرضیہ فی نصرۃ مذھب الاشعریہ میں لکھتے ہیں اعلموا ان المجدد انما ھو بغلبۃ الظن ممن عارفہ بقرائن احوالہ والانتفاع بعلمہ ولایکون المجدد الا العالم بالعلوم الدینیہ الظاھرۃ والباطنۃ ناصر السنۃ قامعًا للبدعۃ۔ ترجمہ:۔ مجدد کی شناخت قرائن احوال سے کی جائے اور دیکھا جائے کہ اس کے علم نے کیا نفع پہنچایا۔ اور مجدد وہی ہوگا جو علوم دینیہ ظاہرہ و باطنہ کا عالم عارف سنت کا مددگار ہوگا۔ بدعت کا اکھاڑنے والا ہوگا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد کون ہوا ہمیں اس جستجو میں آسمانوں پر پرواز کی حاجت نہیں۔ کرۂ زمین کے طواف کی ضرورت نہیں بلکہ ربع ارض مسکون وہ بھی صرف آبادی اسلام۔ وہ بھی صرف آستانجات علمائے کرام کی خاک روبی ہمارے مدعا کو کافی ہے۔

اب ہم ہیں اور پرشوق نگاہیں، تمنّاؤں سے بھرا دل۔ نظر اٹھتی ہے تو ہندوستان سے گزر کر سمندر کو طے کر کے اسلام کے مرکز مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی گلی گلی کا طواف اور کعبہ کا چکر لگا رہی ہے کہ عقل سلیم مجالس علمأ کی طرف لے چلی اور حرمین شریفین کے مفتیان کرام وائمہ حرمین عظام و جمیع اہل اسلام سے عرض کی کہ حضور بتائیں اور فرمائیں

کہ اس چودھویں صدی کا مجدد کون ہے۔ اس حدیث کریم کا سچّا مصداق کون ہے۔ کس کو اللہ تعالیٰ نے علوم دینیہ ظاہرہ باطنہ کا عالم عارف سنّت کا مددگار بنا دیا کس نے بدعت و بدمذہبیت کا گلا گھونٹ دیا۔ کس کے علم نے اسلام اور اہل اسلام کو نفع بخشا۔ تو علماء میں جو ممتاز ہستیاں یعنی حرمین شریفین کے جیّد علماء جنھوں متفقہ فیصلہ سنا دیا کہ اس صدی کا مجدّد تو بریلی شریف میں امیرالامت امام اہل سنت اعلیٰحضرت مولانا شاہ الحاج ضیاء الدین احمد محمد احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مقدس ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل وعلیٰ ان مبارک علماء حرمین شریفین پر رحمت وکرم کی وہ پرزور بارش فرمائے کہ اس ریلے میں ہمارے گناہ خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں جنھوں نے ہماری خواہش کو جانا اور صحیح راہ بتائی۔ الٰہا بادشاہا ان حضرات کی قبروں کو نور کے پھولوں سے بھر دے اور ہم کو ان کے صدقے میں مذہب اہل سنت پر قائم رکھ۔ آمین۔

اعلیٰ حضرت کی حیات مقدس

کے مبارک حالات دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے اور یقین کامل ہو جاتا ہے کہ آپ ہی چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔

۱۳۰۱ھ آج ختم ہو رہا ہے محرم الحرام شریف کا مبارک ہلال آسمان دنیا پر جلوہ گری فرماتا ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان کے باہر پھاٹک میں رونق افروز ہیں احباب واصحاب اس شمع انجمن کے پروانے گرداگرد حاضر ہیں۔ بعض مسائل میں گفتگو ہو رہی ہے کہ مجدد وقت ارشاد فرماتے ہیں۔ آج سے

صدی بدل رہی ہے ہمیں بھی بدل جانا چاہیئے۔

جب دوسرے دن فیض و برکات حاصل کرنے والے جمع ہوئے تو یہ عالم دیکھا کہ جو حضرات بغیر جھجھک بلاتکلف آپ سے ہم کلام ہوا کرتے تھے آج بات کرنا تو کیا رعب و جلال کی وجہ سے سر اوپر نہیں اٹھتا۔ ہاں یہ دربار اب کس کا دربار ہے اس کا جو چودھویں صدی کا مجدّد ہے یعنی امام اہل سنت، وارث انبیأ زینت اولیاء ضیاء الدین احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دربار ہے۔

اس دربار کے حاضرباش

اس شمع کے پروانے بھی بڑے مہذّب تھے۔ آپ کے سامنے تو کیا آپ کی غیر موجودگی میں بھی لغو اور فحش کلام تو کیا بلکہ دنیاوی گفتگو پسند نہیں کرتے مگر امور دینیہ اور مسائل کے بارے میں ایسی بے تکلفی کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ عقائد اہل سنّت خصوصاً اختلافی مسائل میں مباحث ان حضرات کا مشغلہ تھا۔ اگر کوئی دنیاوی غیر ضروری گفتگو چھیڑ بھی دیتا تو حاضرین صاف کہہ دیتے کہ بھائی یہاں تو ان مسائل کا تذکرہ کرو جن کے لئے یہ خیال ہو کہ کوئی جواب نہ دے سکے گا اور واقعی حاضرین رات دن اسی فکر میں رہتے کہ کوئی مسئلہ ایسا مل جائے کہ اعلیحضرت جواب نہ دے سکیں یا کم از کم اتنا ہی ہو کہ آپ کو اس کے متعلق کتابیں دیکھنا پڑیں مگر یہاں عمر میں ایک بار بھی ایسا نہ ہوا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو پہلے ہی سے ظاہر تھا کہ یہ سوال ہونے والا ہے۔ ادھر سوال کو متکلم نے پورا بھی نہ کیا تھا کہ جواب حاضر۔ یہاں تو خداداد علم جو سینہ بہ سینہ ملا اس کی انتہا ہی

نہیں تھی معلوم ہوتا تھا کہ علم و عرفان کا سمندر سینہ مقدسہ میں لہریں لے رہا ہے۔

ایک عجیب سوال

حضرت مسجد سے دولت کدہ پر تشریف لا رہے ہیں کہ ایک صاحب دور دراز کا سفر طے کرکے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی حضور ایک مسئلہ دریافت کرنے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا بیان کیجئے۔ عرض کی حضور آرام سے تشریف رکھیں تو میں عرض کروں۔ فرمایا بیان تو کیجئے۔ عرض کی حضور وضو میں چار فرض ہیں۔ کہنیوں تک ہاتھ دھونا۔ سر کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک منھ دھونا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ٹخنوں تک پاؤں دھونا۔ مگر اس سے پہلے ہاتھ دھونا کلی کرنا ناک میں پانی چڑھانا۔ اس کی وجہ کیا ہے میں بہت سے علماء کے پاس گیا۔ مگر ہر ایک نے یہ جواب دیا کہ یہ سنّت ہے۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ مگر حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کوئی فعل حکمت و مصلحت سے خالی نہیں تھا۔ اس میں کیا مصلحت تھی۔ فرمایا علماء نے معمولی مسئلہ جان کر توجہ نہیں فرمائی ورنہ کوئی مشکل بات نہ تھی۔ عرض کی حضور ہی توجہ فرمائیں۔ فرمایا وضو کس سے ہوتا ہے۔ عرض کی پانی سے۔ فرمایا پانی کے شرائط کیا ہیں؟ عرض کی رنگ، بو، مزا۔ فرمایا۔ رنگ معلوم کرنے کو ہاتھ دھوئے جاتے ہیں، مزا معلوم کرنے کے لئے کلّی کی جاتی ہے اور بو معلوم کرنے کے لئے ناک میں پانی چڑھایا جاتا ہے۔ جب معلوم ہو گیا پانی ٹھیک ہے فرائض ادا کر لئے جاتے ہیں۔

فیض صحبت

ایک مرتبہ حضرت مولانا سید شاہ دیدار علی صاحب قبلہ بریلی تشریف لائے اور تشریف لانے کا

سبب سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ تھا۔ عصر کا
وقت تھا جماعت کھڑی ہوچکی تھی مسجد کے کنوئیں پر ایک بہشتی کا
لڑکا نابالغ پانی بھر رہا تھا۔ جلدی کی وجہ سے اسی لڑکے سے
پانی طلب فرمایا اس نے کہا مولانا مرے بھرے ہوئے پانی
سے آپ کا وضو نہ ہوگا۔ مولانا کو غصہ آگیا اور فرمایا ہم جب تجھ
سے لے رہے ہیں تو کیوں نہیں دیتا اس نے کہا مجھے دینے کا
اختیار نہیں میں نابالغ ہوں مولانا کو اور غصہ آگیا اور فرمایا
ان کا وضو کیسے جائز ہو جاتا ہے جہاں جہاں تو پانی بھرتا ہے اس
نے کہا آپ ناراض نہ ہوں وہ لوگ تو مجھ سے مول لیتے ہیں
یہ سُن کر مولانا دنگ رہ گئے کیوں کہ عالم تھے یاد آگیا کہ از
روئے فقہ یہ بچہ صحیح کہہ رہا ہے فوراً خود پانی بھرا وضو کر کے نماز
میں شریک ہوئے نماز سے فارغ ہوکر اعلیٰحضرت کے حضور حاضر
ہوئے اور عرض کی کہ حضور میں تو آپ کے متعلق سنا کرتا تھا
مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ یہاں کے خدمت گاروں کے بچے بھی
مفتی ہیں پھر اعلیٰحضرت سے خلافت و اجازت حاصل کی رحمۃ اللہ علیہ۔

عبادت

مولوی محمد حسین صاحب فخری نظامی چشتی میرٹھی
نے ابتدائی عمر میں اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے نقل فتویٰ کی خدمت چند سال ۱۳۱۳ھ میں انجام دی ہے
فرماتے ہیں اعلیٰحضرت ضعیف الجثہ اور قلیل الغذا بزرگ تھے
اپنا وقت کبھی بیکار صرف نہیں فرماتے تھے۔ ہمہ وقت تالیف و
تصنیف و فتویٰ نویسی کا مشغلہ تھا، اسی وجہ سے آپ زنانہ
مکان میں تشریف رکھتے تھے کہ عوام کی باتوں میں کام نہ ہوگا
یا بہت کم ہوگا اس وجہ سے صرف نماز پنجگانہ کے لئے باہر تشریف

لاتے تاکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں یا اتفاقیہ کسی
مہمان سے ملنے باہر آتے۔ البتہ عصر کی نماز کے بعد باہر ہی پھاٹک
میں تشریف رکھتے اور وہی وقت عوام کی ملاقات کا تھا۔ تمام
عمر جماعت سے نماز التزاماً پڑھی اور باوجودیکہ بحد حار مزاج تھے
مگر کیسی ہی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ دستار اور انگرکھے کے ساتھ نماز
پڑھا کرتے تھے خصوصاً فرض تو کبھی صرف ٹوپی اور کرتے کے ساتھ
ادا نہ کیا۔ اعلیٰحضرت جس قدر احتیاط سے نماز پڑھتے تھے آج کل
یہ بات نظر نہ آئی ہمیشہ میری دو رکعت ان کی ایک رکعت میں
ہوتی تھیں اور دوسرے لوگ میری چار رکعت میں چھ بلکہ آٹھ پڑھا
کرتے۔ ایک دن نماز عصر پڑھا کر تشریف لے گئے میں مسجد
میں ہی رہا کہ ایک صاحب مجھ سے کہتے ہیں کہ حضرت نماز پڑھ
رہے ہیں مجھے یقین نہ آیا کہ ابھی تو نماز پڑھا کر گئے ہیں اور عصر
کے بعد نوافل وغیرہ بھی نہیں۔ اور اگر نماز کسی وجہ سے
نہیں ہوئی تھی تو حضرت کا ایسا حافظہ نہیں کہ مجھے بھول جاتے
میں نے دیکھا تو واقعی پڑھ رہے تھے مجھے بحد حیرت ہوئی۔
سلام پھیرنے پر آپ سے عرض کیا ارشاد فرمایا کہ قعدہ اخیرہ میں بعد
تشہد میں سانس کی حرکت سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا
تھا چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے میں نے
نہیں کہا اور گھر جاکر بند درست کرا کر اپنی نماز پھر پڑھ لی۔
ایک مرتبہ آپ کی آنکھیں دکھنے آگئی تھیں اس دوران
میں بوقت حاضری مسجد میں متعدد بار ایسا ہوتا کہ کبھی نماز
سے پہلے اور کبھی بعد نماز احباب میں سے کسی کو پاس بلالیتے
اور فرماتے دیکھئے تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آگیا

ورنہ وضو کر کے نماز اعادہ کرنا ہوگی۔

احترام مسجد

ایک مرتبہ حضور بحالت اعتکاف اپنی مسجد میں مقیم تھے شب کا وقت جاڑے کا زمانہ اور اس وقت دیر سے شدید بارش مسلسل ہو رہی تھی حضور کو نماز عشاء کے لئے وضو کرنے کی فکر ہوئی کہ پانی تو موجود مگر بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے بالآخر مسجد کے اندر لحاف گدے کی چار تہہ کر کے اس پر وضو کیا اور ایک قطرہ فرش پر نہ گرنے دیا اور پوری رات جاڑوں کی اور اس پر ہوا اور بارش کا طوفان یوں ہی جاگ کر ٹھٹھر ٹھٹھر کر کاٹ دی۔

برسات کا موسم تھا رات کو ہوا کے تیز جھونکے مسجد کے کڑوے تیل کا چراغ بار بار گل کر دیتے تھے جس کے روشن کرنے میں بارش کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ خارج مسجد دیا سلائی جلانے کا حکم تھا اس زمانے میں نارو ے کی دیا سلائی استعمال کی جاتی تھی جس کے روشن کرنے میں گندھک کی بدبو نکلتی تھی لہذا اس تکلیف کی مدافعت حضور کے خادم حاجی کفایت اللہ صاحب نے یہ کی کہ ایک لالٹین میں معمولی چار شیشے لگوا کر کپی میں ارنڈی کا تیل ڈالا اور روشن کر کے حضور کے ساتھ مسجد کے اندر لے جا کر رکھ دی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ حضور کی نظر اس پر پڑی ارشاد فرمایا "حاجی صاحب آپ نے یہ مسئلہ بارہا سنا ہوگا کہ مسجد میں بدبودار تیل نہیں جلانا چاہئے۔ انھوں نے عرض کیا حضور اس میں ارنڈی کا تیل ہے فرمایا راہ گیر دیکھ کر کیسے سمجھیں گے کہ اس لالٹین میں ارنڈی کا تیل جل رہا ہے۔ وہ تو یہی کہیں گے کہ دوسروں کو تو فتوی

دیا جاتا ہے کہ مٹی کا بدبودار تیل مسجد میں نہ جلاؤ اور خود مسجد میں لالٹین جلوا رہے ہیں۔ ہاں اگر آپ برابر اس کے پاس بیٹھے ہوئے یہ کہتے رہیں کہ اس لالٹین میں ارنڈی کا تیل ہے۔" اس لالٹین میں ارنڈی کا تیل ہے تو مضائقہ نہیں چنانچہ حاجی صاحب نے فوراً اس لالٹین کو گل کر کے خارج مسجد کر دیا۔

خدمت دین

مولوی محمد حسین صاحب فخری نظامی چشتی میرٹھی فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرٹھ سے بریلی گیا معلوم ہوا طبیعت ناساز ہے۔ ڈاکٹروں نے ملنے اور باتیں کرنے کو منع کر دیا ہے اس وجہ سے شہر سے باہر ایک کوٹھی میں مقیم ہیں اور وہاں عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے مگر چونکہ مجھ سے لوگ واقف تھے مجھے پتہ بتا دیا جب میں پہنچا تو دیکھا کہ کوٹھی کا دروازہ بند ہے۔ دستک دینے پر ایک صاحب آئے اور نام پوچھ کر اندر اطلاع کو گئے جب وہاں سے اجازت ملی تب آکر دروازہ کھولا۔ دیکھا بڑا مکان ہے اور صرف دو ایک آدمی ہیں۔ نماز مغرب پڑھ کر حضرت اپنے پلنگ پر رونق افروز ہوئے۔ ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھے بعدہٗ چار صاحب پہنچے مفتی اعظم حضرت مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی صاحب۔ جناب مولوی حشمت علی صاحب بریلوی ایک اور کوئی صاحب۔ حضرت کے پلنگ کے پاس جو کرسیاں تھیں اس پر بیٹھ گئے اعلیٰ حضرت نے ایک گڈی خطوط کی مولانا امجد علی صاحب کو دے کر فرمایا۔ آج تیس خط آئے تھے ایک میں نے کھول لیا ہے یہ ۲۹ گن لیجئے۔ انھوں نے ۲۹ گن کر ایک لفافہ کھولا جس میں کئی ورق پر چند سوالات تھے وہ

وہ سب سنائے حضرت نے پہلے سوال کے جواب میں ایک فقرہ فرما دیا وہ لکھنے لگے اور لکھ کر عرض کی حضور حضرت نے اس کے آگے کا ایک فقرہ فرما دیا وہ لکھ کر پھر حضور کہتے وہ سلسلہ وار اس کے آگے کا فقرہ فرما دیا کرتے اور دوسرے صاحب نے حضور کہنے کے درمیان میں اپنا خط سنانا شروع کیا جب یہ حضور کہتے وہ رک جاتے ہیں تو وہ اپنا خط سنانے لگتے۔ اسی طرح انہوں نے اپنا خط ختم کیا۔ اور ان کو بھی ان کے پہلے سوال کے متعلق جو فقرہ بنانا تھا وہ ارشاد فرمایا اب دونوں صاحب اپنا اپنا فقرہ پورا کرنے کے بعد حضور کہتے اور جواب ملنے پر لکھنا شروع کرتے۔ اسی حالت میں ان دونوں کے حضور سے جتنا وقت بچتا اس میں تیسرے صاحب نے اپنا خط سنانا شروع کیا اور اسی طرح جواب لکھنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر مجھے حقیقۃً پسینہ آ گیا اور ایک صاحب نے جو میرے قریب بیٹھے تھے اسی حالت میں کچھ مسئلے پوچھے جنھیں سن کر مجھے بہت ملال ہوا اور غصہ بھی آیا کہ اس شخص کو ایسی حالت میں سوال کرنے کا کچھ اختیار نہیں مگر اعلیٰ حضرت نے ذرہ برابر ملال نہ فرمایا اور بہت اطمینان سے ان کو بھی جواب دیئے۔ میں نے اپنی عمر میں ایسے حافظہ کا کوئی شخص نہیں دیکھا اسی طرح وہ ۲۹ خط پورے کئے گئے اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے کام اور بات کرنے کو منع کر دیا ہے حضرت نے صرف یہ مان لیا تھا کہ شب کو اپنے ہاتھ سے تحریر نہ فرمائیں گے اس کا اہتمام کیا تھا جو آپ نے اوپر دیکھا اور دن بھر خود تحریر فرمایا کرتے تھے اور اس قدر جلد تحریر فرماتے تھے کہ کئی شخصوں کو اعلیٰحضرت کے ایک دن کے لکھے کی نقل دشوار ہوتی تھی۔ انھیں کا بیان ہے

میرے بریلی میں قیام کے زمانہ میں حضرت کا ماء الجبن ہوا جس میں بیس مسہل ہوتے ہیں مگر کام مسلسل جاری رہا۔ عزیزوں نے یہ دیکھ کر منع کیا مگر نہ مانے انھوں نے طبیب صاحب سے کہا مسہل کے دن بھی برابر لکھتے ہیں اور قریباً بیس مسہل ہوں گے آنکھوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے طبیب صاحب نے بہت سمجھایا تو یہ ارشاد فرمایا اچھا مسہل کے دن میں خود نہیں لکھوں گا دوسروں سے لکھوا دیا کروں گا اور غیر مسہل کے دن میں خود لکھوں گا

طبیب صاحب نے کہا اسی کو غنیمت سمجھو۔ اس کا یہ انتظام کیا گیا کہ ایک مکان میں چند الماریاں لگا کر اس میں کتابیں رکھ دی گئیں مسہل کے دن حضرت اس مکان میں تشریف لے گئے اور صرف میں دروازہ بند کر دیا گیا۔ اب جو فتویٰ لکھا ہوتا اس کا کچھ مضمون لکھا کر مجھ سے فرماتے کہ الماری میں فلاں جلد ہے نکال لو۔ اکثر کتابیں مصری ٹائپ کی کئی جلدوں میں تھیں مجھ سے فرماتے اتنے صفحے لوٹ لو اور فلاں صفحہ پر اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون شروع ہوا ہے اسے نقل کر دو۔ میں وہ فقرہ دیکھ کر پورا مضمون لکھتا اور سخت متحیر ہوتا کہ وہ کون سا وقت ملا تھا جس میں صفحہ اور سطر گن کر رکھے گئے تھے۔ غرض کہ ان کا حافظہ اور دماغی باتیں ہم لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔

ذہانت ملک العلماء جناب مولانا ظفر الدین صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰحضرت ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہٗ کے مہمان ہوئے اثنائے گفتگو میں عقود الدریہ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ کا ذکر نکلا حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا کہ میرے

کتب خانہ میں بے اتفاق وقت باوجودیکہ اعلیٰحضرت کے کتب خانہ میں کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا اور ہر سال معقول رقم کی نئی نئی کتابیں آیا کرتی تھیں مگر اس وقت تک عقود الدریہ منگوانے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا میں نے نہیں دیکھی ہے جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجئے گا۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے بخوشی قبول کیا اور کتاب لاکر حاضر کر دی مگر ساتھ ساتھ فرما دیا ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا اس لئے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں۔ میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں۔
اعلیٰحضرت نے فرمایا اچھا۔ اعلیٰحضرت کا قصد اسی دن واپسی کا تھا۔ مگر اعلیٰحضرت کے ایک جاں نثار مرید نے حضرت کی دعوت کی اس وجہ سے رک جانا پڑا۔ شب کو اعلیٰحضرت نے عقود الدریہ جو ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تھی ملاحظہ فرمالیا دوسرے دن دوپہر ظہر کی نماز پڑھ کر گاڑی کا وقت تھا۔ بریلی شریف روانگی کا قصد فرمایا جب اسباب درست کیا جانے لگا تو عقود الدریہ کو بجائے سامان میں رکھنے کے فرمایا کہ محدث صاحب کو دے آئیے مجھے تعجب ہوا کہ قصد لے جانے کا تھا واپس کیوں فرمارہے ہیں لیکن کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ حضرت محدث صاحب کی خدمت میں میں حاضر ہوا وہ اعلیٰحضرت سے ملنے اور اسٹیشن تک ساتھ جانے کے لئے زنانہ مکان سے تشریف لا ہی رہے تھے کہ میں نے اعلیٰ حضرت کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا اور اس کتاب کو لئے ہوئے محدث صاحب کے ساتھ واپس ہوا حضرت محدث صاحب نے فرمایا کہ میرے اس کہنے کا کہ "جب ملاحظہ فرمالیں بھیج دیجئے گا" ملال ہوا کہ اس کتاب کو واپس کیا۔ فرمایا قصد بریلی ساتھ لے جانے کا تھا

اور کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لے جاتا لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی۔ حضرت محدّث سورتی صاحب نے فرمایا۔ ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی فتویٰ لکھ دوں گا اور مضمون تو انشاء اللہ عمر بھر کے لئے محفوظ ہو گیا۔

اہلِ اسلام سے محبّت اور دشمنِ اسلام سے عداوت

یہ آپ کا خاص وصف تھا جس سے کسی کو انکار نہیں ہمیشہ اللہ و رسول سے محبّت رکھنے والے کو اپنا عزیز جانا۔ اور اللہ و رسول کے دشمن کو اپنا دشمن جانا۔ بلکہ اپنے مخالف سے کبھی کج خلقی سے پیش نہ آئے خوش خلقی کا یہ عالم کہ جس سے ایک بار کلام فرمایا اس کے دل کو موہ لیا کبھی دشمن سے بھی سخت کلامی نہ فرمائی۔ ہمیشہ حلم سے کام لیا اور دین کے دشمن سے کبھی نرمی نہ برتی کیوں نہ ہو کہ آپ حضور اکرم مولائے اعظم انیس السائلین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سچے نائب تھے۔
حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بھی تو یہی اخلاق کریمانہ تھے کہ آپ پر کوڑا ڈالا جاتا ہے۔ آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں غرض کہ آپ کو طرح طرح سے ایذائیں دی جاتیں مگر آپ عفو و کرم سے کام لیتے اور جب دین پر حملہ ہوتا تو آپ اپنی زبان مبارک سے بھی دعائے ہلاکت فرماتے کہ جمعہ کو خطبہ میں وہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔
اللّٰھمّ اھلک الکفرۃ والمبتدعۃ والمشرکین ترجمہ:۔ اے اللہ ہلاک فرما کافروں اور مشرکوں اور

اور بدمذہبوں کو۔ اور دست مبارک میں تلوار بھی پکڑی اور
مسلمانوں کو حکم بھی دیا کہ ان کو قتل کرو۔ صحابۂ کرام عمر بھر
اسی پر عمل کرتے رہے اور ان کے تمام اموال لوٹے اور ان کی
عورتوں اور بچوں کو گرفتار کیا وغیرہ وغیرہ تو پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم کے چاہنے والوں کا یہ دستور کیوں نہ ہو کہ اپنی ذات کے
دشمن کو دشمن نہ جانیں اپنے مخالف کو مخالف نہ جانیں۔ اپنے کو برا
کہنے والے اپنے کو ایذا دینے والے کو برا نہ کہے اس سے بدلہ نہ لے
چاہے وہ مشرک و کافر ہی کیوں نہ ہو اور جب دین کا معاملہ آجائے
کوئی خدا اور رسول کو برا کہے ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی کرے تو پھر
خاموش نہ بیٹھے ہاتھ سے جہاد کرے قلم سے رد کرے زبان سے تذلیل
کرے دل سے برا جانے چاہے اپنا عزیز جگر پارہ ہی کیوں نہ ہو۔

بس اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا ہی عمل رہا اس کے
خلاف نہ کوئی بات زبان مبارک سے نکلی نہ قلم سے تحریر فرمائی حالانکہ
بے دینوں نے مغلظات گالیاں، لفافوں میں رجسٹری کر کے بھیجیں
اخبارات کے کالم کے کالم سیاہ دلوں نے سیاہ کر ڈالے
آپ کے خلاف کتابیں افترا اور بہتان سے بھر دیں مگر آپ کی کسی
کتاب میں یہ لفظ بھی نہیں ملے گا کہ مجھے فلاں نے یہ الزام دیا اور میں
ایسا نہیں ہوں۔

ایک دن اسی قسم کا ایک خط گالیوں سے بھرا ہوا کسی صاحب
کا آیا۔ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب نے چند سطریں
پڑھ کر اس کو علیحدہ رکھ دیا اور عرض کیا کہ کسی وہابی نے اپنی
شرافت کا ثبوت دیا ہے ایک مرید صاحب تھے جو نئے نئے حلقۂ
ارادت میں آئے تھے اس خط کو اٹھا لیا اور پڑھنے لگے اتفاق وقت

کہ بھیجنے والے کا جو نام اور پتہ دیکھا وہ مرید صاحب کے اطراف کے
تھے اس لئے ان کو اور بھی زیادہ رنج ہوا اس وقت تو وہ خاموش
رہے لیکن جب اعلیٰحضرت مغرب کی نماز کے بعد مکان تشریف لے جانے
لگے حضرت کو روک کر کہا اس وقت جو خط میں نے پڑھا۔ جسے
مولانا ظفر الدین صاحب نے ذرا پڑھ کر چھوڑ دیا تھا کسی بدتمیز نے
نہایت ہی کمینہ پن کو راہ دی ہے اس میں گالیاں لکھ کر بھیجی ہیں
میری رائے ہے کہ ان پر مقدمہ کیا جائے ایسے لوگوں کو قرار واقعی
سزا دلوائی جائے تاکہ دوسروں کے لئے ذریعہ عبرت و نصیحت ہو۔ ورنہ
دوسروں کو بھی ایسی جرأت ہوگی۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا تشریف
رکھئے۔ اندر تشریف لے گئے اور دس پندرہ خطوط دست مبارک
میں لئے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا ان کو پڑھئے ہم لوگ متحیر
تھے کہ کس قسم کے خطوط ہیں خیال ہوا کہ شاید اسی قسم کے گالی نامہ
ہوں گے جن کے پڑھوانے سے یہ مقصود ہوگا کہ اس قسم کے خط آج
کوئی نئی بات نہیں بلکہ زمانے سے آرہے ہیں۔ میں اس کا عادی
ہوں لیکن خط پڑھتے جاتے تھے اور ان صاحب کا چہرہ خوشی سے
دمکتا جاتا تھا آخر جب سب پڑھ چکے تو اعلیٰحضرت نے فرمایا
پہلے ان تعریف کرنے والوں بلکہ تعریف کا پل باندھنے والوں کو انعام
اکرام جاگیر و عطیات سے مالا مال کر دیجئے پھر گالی دینے والوں کو
سزا دلوانے کی فکر کیجئے گا انھوں نے اپنی مجبوری و معذوری ظاہر
کی اور کہا کہ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان سب کو اتنا انعام و اکرام دیا جائے
کہ نہ صرف ان کو بلکہ ان کے پشتہا پشت کو کافی ہو مگر میری وسعت
سے باہر ہے فرمایا جب آپ مخلص کو نفع نہیں پہنچا سکتے تو مخالف
کو نقصان بھی نہ پہنچائیے۔ کُلُّ امْرِءٍ بِمَا کَسَبَ رَہِیْن۔

اور جب دشمن دین کی دشمنی اور حاسدین کی مخالفت زور پکڑتی تھی نفس سرکش مجبور کرتا کہ ان کو جواب دیا جائے ادھر احباب منتیں کرتے کہ ہم جواب دیں مگر آپ فرماتے کہ میں نے سرکار میں استغاثہ پیش کر دیا ہے آپ حضرات مطمئن رہیں اس کے بعد ایک کاغذ عنایت فرمایا یہ یاد نہیں کہ حاضرین میں سے کس کو دیا۔ اور حکم فرمایا۔ یہ استغاثہ کی نقل ہے بلند آواز سے پڑھئے دیکھئے بر یتہ چلا کہ بارگاہِ غوثیت مآب سے استغاثت . . . . طلب فرمائی گئی ہے۔

طلب کا منھ تو کس قابل ہے یا غوث — مگر تیرا طلب کامل ہے یا غوث
دُہائی یا محی الدیں دہائی — بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث
وہ سنگیں بدعتیں وہ تیزی کفر — کہ سر پر تیغ دل پر سل ہے یا غوث
عَزْوْ مَا قَاتِلاً عِنْدَ الْقِتَال — مدد کو آ دمِ بسمل ہے یا غوث
ترے سونے سے سویا بخت دیں جاگ — جگا جھپنے پہ دن مائل ہے یا غوث
خدارا نا خدا آ۔ دے سہارا — ہوا بگڑی بھنور حائل ہے یا غوث
جلادے دیں۔ جلادے کفر والحاد — تو محی ہے تو قاتل ہے یا غوث
ترا وقت اور پڑے یوں دین پر وقت — نہ تو عاجز نہ تو غافل ہے یا غوث
رہی ہاں شامتِ اعمال یہ بھی — جو تو چاہے ابھی زائل ہے یا غوث
غیورا اپنی غیرت کا تصدق — وہی کر جو ترے قابل ہے یا غوث
خدارا مرہم خاک قدم دے — جگر زخمی ہے دل گھائل ہے یا غوث
نہ دیکھوں شکلِ مشکل تیرے آگے — کوئی مشکل سی یہ مشکل ہے یا غوث
وہ گھیرا رشتۂ شرکِ خفی نے — پھنسا ڈرنا ہیں یہ دل ہے یا غوث
کیے ترسا ڈگبر اقطاب و ابدال — یہ محض اسلام کا سائل ہے یا غوث
تو قوت دے میں تنہا کام بسیار — بدن کمزور دل کاہل ہے یا غوث
عدو بد دین مذہب والے حاسد — تو ہی تنہا کا زورِ دل ہے یا غوث

دیا مجھ کو انھیں محروم چھوڑا — مرا کیا جرم حق فاصل ہے یا غوث
خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی — نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث
حسد سے ان کے سینے پاک کر دے — کہ بدتر دق سے بھی یہ سل ہے یا غوث
غذا ہے دق یہی خون استخوان گوشت — یہ آتش دین کی آکل ہے یا غوث
عطائیں مقتدر غفار کی ہیں — عبث بندوں کے دل میں غل ہے یا غوث
ترے بابا کا پھر تیرا کرم ہے — یہ منھ ورنہ کس قابل ہے یا غوث
بھرن والے ترا جھالا تو جھالا — ترا جھینٹا میرا غاسل ہے یا غوث
ثنا مقصود ہے عرض غرض کیا — غرض کا آپ تو کافل ہے یا غوث

رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا
تری رحمت اگر شامل ہے یا غوث

اس کے بعد یہ دیکھنے میں آیا کہ بعض حاسدین نے توبہ کی اور اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے سچے مدح گو ہو گئے اور بعض تباہ و برباد ہو گئے اور بعض تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے وہ حقیقۃً ایمان و اسلام سے کوڑے تھے اور اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے کے لئے اسلام اور سنیت کا روپ بھرے ہوئے تھے ورنہ جن حضرات نے توبہ کر لی تھی ان کو بھی توبہ نصیب ہو جاتی اور ایک صاحب کا تو اس حالت میں انتقال ہوا کہ صنم کے آگے سجدہ میں سر رکھا ہوا تھا روح یہ دیکھ کر برداشت نہ کر سکی اور ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر رخصت ہو گئی لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اپنی اور اپنے محبوب کی محبت میں سرشار رکھے اور تمام کو اپنے پیاروں کا چاہنے والا بنائے آمین۔ اور اے رب جو تیری اور تیرے حبیب کی شان اقدس میں گستاخیاں کرے یا

گستاخیاں کرنے والوں کو اچھا جانتے یا تیرے پیاروں سے عداوت رکھے ہم تیری بارگاہ میں تیری ہی عزت و عظمت کا واسطہ پیش کرتے ہیں کہ تو ہمارے اور تمام مسلمانوں کے دلوں میں ان کی طرف سے عداوت و نفرت کوٹ کوٹ کر بھر دے۔ آمین۔ ثم آمین۔

قلیل الطعام

اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ رضی اللہ عنہ قلیل الغذا تھے آپ کی غذا زیادہ سے زیادہ ایک پیالی شوربہ بکری کا بغیر مرچ کے اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ روے کا اور وہ بھی روزانہ نہیں بسا اوقات ناغہ بھی ہو جاتا تھا۔

مولوی محمد حسین، صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ ایک سال میں نے بریلی میں رمضان المبارک کی ۲۰ تاریخ سے اعتکاف کیا اعلیٰحضرت مسجد میں تشریف لاتے تو فرماتے جی بہت چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف کروں مگر فرصت نہیں ملتی آخر ۲۶ ماہ مبارک کو فرمایا آج سے میں بھی معتکف ہو جاؤں۔ اعلیٰحضرت بعد افطار صرف پان کھاتے شام کو کھانا کھاتے کسی دن نہیں دیکھا سحر کو صرف ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرنی اور ایک پیالی میں چٹنی آیا کرتی تھی وہ نوش فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے دریافت کیا حضور فیرنی اور چٹنی کا کیا جوڑ۔ فرمایا نمک سے کھانا شروع کرنا اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے اس لئے یہ چٹنی آتی ہے۔

اسلامی مساوات

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیٰحضرت بھی کبھی کبھی ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے ایک مرتبہ حضور ان کے یہاں تشریف فرما تھے کہ ان کے محلہ کا ایک بے چارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی

پرانی چارپائی پر جو صحن کے کنارے پڑی تھی جھجکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے اٹھ کر چلا گیا حضور کو صاحب خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں کچھ دنوں کے بعد وہ حضور کے یہاں آئے۔ حضور نے اپنی چارپائی پر جگہ دی وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور کا خط بنانے کے لئے آیا وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں حضور نے فرمایا کہ بھائی کریم بخش کھڑے کیوں ہو مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا وہ بیٹھ گئے پھر تو ان صاحب کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکارے مارتا ہے اور فوراً اٹھ کر چلے گئے پھر کبھی نہ آئے جب عرصہ گزر گیا تو حضور نے فرمایا اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا میں ایسے متکبر مغرور شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔

خوش طبعی

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہروی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جدی سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے عرس میں اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اس سفر میں آپ کے بہنوئی بھی آپ کے ساتھ تھے انھوں نے میرے خادم غلام نبی سے اس کی ذات پوچھی، اس نے جواب دیا ہم پٹھان ہیں۔ اس پر انھوں نے کہا کہ تم ہمارے بھائی ہو۔ انھوں نے غلام نبی سے دریافت کیا۔ تم کون سے پٹھان ہو چونکہ وہ بوجہ لڑکپن و ناواقفی جواب نہ دے سکتا تھا اور بار بار کے سوال سے چڑ گیا اس نے کہا کون پٹھان جمر پٹھان ہیں اس پر اعلیٰحضرت نے ازراہ مزاح اپنے بہنوئی سے

فرمایا کہ آپ کی ذات کا آج پتہ چلا کہ یہ اپنے کو چمر پٹھان بتاتے ہیں اور آپ انھیں اپنا بھائی بتاتے ہیں۔

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور مسجد سے تشریف لا رہے تھے دیکھا کہ ایک بازی گر کے پاس لوگوں کا مجمع ہے اور پانی کا بھرا ہوا اکٹورہ ایک ڈورے کا سرا ڈال کر اسے اٹھا رہا ہے حضور نے اپنے پائے مبارک سے اپنا جوتہ اتار کر اس کے سامنے ڈال دیا اور فرمایا تو اسے لوٹ دے ہر چند کوشش کی مگر نہ الٹ سکا۔ آخر تھک کر کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے۔

کرم وسخاوت

جناب ذکاء اللہ خاں صاحب کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا بعد مغرب اعلیٰ حضرت حسب معمول پھاٹک میں تشریف لاکر سب لوگوں کو رخصت کر رہے تھے خادم کو دیکھ کر فرمایا آپ کے پاس رضائی نہیں ہے خادم خاموش ہو گیا اس وقت جو رضائی اعلیٰحضرت اوڑھے تھے خادم کو اتار کر دیدی اور فرمایا کہ اوڑھ لیجئے خادم نے بصد ادب قدم بوسی کی اور حضرت کے فرمان مبارک کی تعمیل کی اور رضائی اوڑھ لی۔

اعلیٰ حضرت نے جب رضائی مجھے عنایت فرمائی اس کے دو تین دن بعد حضرت کی نئی رضائی تیار ہو کر آگئی نئی رضائی اوڑھے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ مسجد میں ایک مسافر صاحب رات کے وقت آئے اور اعلیٰ حضرت سے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ اوڑھنے کو نہیں ہے اعلیٰحضرت نے وہی رضائی ان مسافر صاحب کو عطا فرما دی۔

موسم برسات میں بعض اوقات مسجد کی حاضری بحالت ترشح ہوا کرتی تھی حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے ایک چھتری خرید کر نذر کی۔ اور وہ اپنے ہی پاس رکھ لی.

جب حضور کاشانہ اقدس سے تشریف لاتے تو حاجی صاحب چھتری لگا کر مسجد تک لے جاتے ابھی کچھ دن گزرے تھے کہ ایک حاجت مند نے چھتری کا سوال کیا۔ حضور نے فوراً وہ چھتری حاجی صاحب سے دلوادی۔

کاشانہ اقدس سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں پھرتا اس کے علاوہ بیوگان کی امداد ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے توکل علی اللہ مہینے مقرر تھے اور یہ اعانت فقط مقامی ہی نہ تھی بلکہ بیرونجات میں بذریعہ منی آرڈر رقم امداد روانہ فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک صاحب کی خدمت میں مدینہ طیبہ پچاس روپے روانہ کرنے تھے۔ اتفاق وقت کہ حضور کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا اعلیٰحضرت نے بارگاہ رسالت میں رجوع کیا کہ سرکار میں نے کچھ بندگان خدا کے مہینے حضور کے بھروسے پر اپنے ذمہ مقرر کر لئے ہیں اگر کل منی آرڈر پچاس روپے کا روانہ ہو جائے گا تو ڈاک کے جہاز کے وقت پہنچ جائے گا ورنہ تاخیر ہو جائے گی یہ رات حضور کی اسی کرب و بے چینی میں گزری علی الصبح ایک سیٹھ صاحب حاضر آستانہ ہوئے اور مبلغ اکیاون روپیہ مولوی حسنین رضا خاں صاحب کے ذریعہ مکان میں بطور نذر حاضر کئے اس وقت حضور پر بہت رقت طاری ہوئی اور مذکورہ بالا ضرورت کا انکشاف فرمایا۔ ارشاد ہوا یہ یقیناً سرکاری عطیہ ہے اس لئے کہ اکیاون روپیہ ملنے کے کوئی معنی نہیں سوائے اس کے کہ پچاس روپیہ بھیجنے کے لئے فیس منی آرڈر بھی تو چاہیئے چنانچہ اسی وقت منی آرڈر کا فارم بھرا گیا اور ڈاک خانہ کھلتے ہی منی آرڈر روانہ کر دیا گیا۔

ایک مرتبہ ایک ضرورت مند صاحب حاضر خدمت ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا اس وقت میرے پاس صرف ساڑھے تین آنے

ہیں اور وہ بھی خطوط کے جوابات کے لئے رکھے تھے۔ اگر آپ فرمائیں تو حاضر کردیئے جائیں۔ حالانکہ آج کی ڈاک سے ایک منی آرڈر ڈھائی سو روپے کا آیا تھا اور وہ سب تقسیم کردیئے گئے پہلے سے آپ آجاتے تو آپ کو بھی مل جاتا۔ ان بیچارے نے آبدیدہ ہوکر نظر نیچی کرلی اور حضور نے وہ ساڑھے تین آنے ان کے حوالے کردیئے یہاں یہ بھی عرض کردینا ضروری ہے کہ حضور نے ڈھائی سو روپے کے آنے اور تقسیم ہوجانے کا ذکر کیوں فرمایا نام و نمود کا تو اس دربار میں کوئی ذکر ہی نہ تھا حقیقۃً یہ بات تھی کہ ڈھائی سو روپے ہم خدام کے سامنے آئے تھے اسی لئے بعض لوگوں کا وسوسہ دفع کرنے کو خلاف معمول یہ بیان فرمایا اور یہ کوئی نئی بات نہ تھی بارہا دیکھا گیا کہ جس وقت کوئی رقم آئی بکوشش اپنے پاس سے خرچ کردیا کرتے۔

ایک دن ایک سید صاحب تشریف لائے اور زنانہ دروازے کے قریب جاکر آواز دی " دلواؤ سید کو " اعلیحضرت قبلہ نے اپنی آمدنی سے اخراجات دینیہ کے لئے دو سو روپے ماہوار مقرر فرمایا تھا۔ اس مہینہ کے روپے اسی دن حضرت منجھلے میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضر کئے تھے جس میں دس کے نوٹ پانچ کے نوٹ روپے اٹھنیاں، چونیاں، دونیاں پیسے سب تھے اس زمانے میں ایک روپے کا نوٹ نہ چلا تھا اکنی کا رواج تھا۔ اعلیحضرت نے سید صاحب کی آواز سنتے ہی آفس بکس کا وہ حصہ جس میں یہ رقمیں تھیں لے کر باہر تشریف لائے اور ان سید صاحب کی خدمت میں پیش کرکے فرمایا حضور یہ حاضر ہیں۔ سید صاحب اس رقم کو دیر تک دیکھتے رہے جو ایک ایک خانہ

میں ایک ایک رقم علیحدہ علیحدہ رکھی ہوئی تھی اس کے بعد چونی کے خانہ میں سے ایک چونی اٹھالی اور فرمایا بس آپ لے جایئے اسی وقت اعلیحضرت نے اپنے خادم سے فرمایا جب سید صاحب کو دیکھو ایک چونی نذر کردیا کرو ان کو مانگنے کی ضرورت نہ پڑے وہ سید صاحب بھی واقعی سید تھے اور وقت ضرورت بقدر ضرورت ہی سوال کرتے تھے ورنہ اگر وہ چاہتے تو دس بیس روپے کے نوٹ اٹھالیتے۔ بلکہ اعلیحضرت نے میرے دریافت کرنے پر فرمایا اس وقت سید صاحب اگر پورے دو سو روپے کے نوٹ لے لیتے تو مجھے اصلا عذر نہ ہوتا میں اسی غرض سے لایا ہی تھا وہ رقم میں نے ایک سائل کے سامنے نہیں پیش کی تھی بلکہ اولاد رسول کی خدمت میں حاضر لایا تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ موسم بارش میں شب کے وقت سید محمود جان صاحب قادری برکاتی نوری علیہ الرحمۃ ساکن محلہ گرڈھی حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں حضور جو میں مانگوں عطا فرمائیں ارشاد فرمایا سید صاحب میرے امکان میں ہوا تو ضرور حاضر کردوں گا سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے امکان میں ہے فرمایا تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے فرمایا کیا درکار ہے سید صاحب نے عرض کیا صرف ۲۲ گز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں۔ چنانچہ صبح بازار کھلتے ہی ۲۲ گز کپڑا منگوا کر سید صاحب کو نذر کردیا۔

انھیں کا بیان ہے کہ جب اعلیحضرت قدس سرہٗ جبل پور تشریف لے گئے حضرت عبد الاسلام جناب مولانا مولوی عبد السلام صاحب مدظلہم القدس نے مبلغ ایک ہزار روپیہ ایک سفید چینی کی بڑی رکابی میں بھر کر بطور نذر حضور کی خدمت میں پیش کیا جسے قبول فرمانے

ہوئے ارشاد فرمایا۔ مولانا ہی کیا کم تھا جو آپ نے اس وقت تک
صرف کیا اور حاجی کفایت اللہ صاحب سے فرمایا اسے رکھ لو اور
میرے وظیفہ کی صندوقچی اٹھالاؤ۔ حاجی صاحب نے وہ روپے
سامنے کمرے میں رکھ دیئے اور وظیفہ کی ہشت پہل صندوقچی پیش
کی جس کا طول تخمیناً ایک فٹ ہوگا اور جس میں ایک طویل سفید کپڑے
پر سیاہ ڈورے کے حروف تھے یہ وظیفہ حضرت کو اپنے شیخ سے ملا تھا
جسے بعد نماز فجر پڑھا کرتے تھے اور یہ صندوقچہ مقفل رہا کرتا تھا جس
کی کنجی حضور اپنے پاس رکھتے تھے اس صندوقچی میں بجز وظیفہ کے
اور کوئی چیز نہیں رہتی تھی اور نہ اس میں گنجائش تھی کہ دوسری شے
رکھی جاتی اب حضور اس صندوقچی کو اپنے سامنے رکھ کر کھولتے ہیں
اور ڈھکنا بالکل نہیں کھولتے بلکہ تھوڑا سا اٹھا کر الٹے ہاتھ سے
جھکائے رکھتے ہیں اور سیدھا ہاتھ بار بار بغیر دیکھے اندر ڈالتے اور
روپیہ نکالتے اور فرداً فرداً مولانا کے ملازمین و ملازمہ و خدام و
رضاکاران وغیرہم پر نہایت فراخ دلی سے تقسیم فرماتے رہے تعجب
ہوتا تھا کہ اس قدر روپے اس صندوقچی میں کہاں سے آ گئے
اور اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ مولانا عبد السلام صاحب کی بہو یعنی
برہان میاں صاحب کی اہلیہ کو اور ان کی بچیوں کو طلائی زیورات
بلکہ سب سے چھوٹے بچے کے لئے سلا ہوا کرتہ ٹوپی اسی صندوقچی
سے برآمد ہوا حالانکہ وظیفہ کی صندوقچی اس دوران سفر میں بسا
اوقات وظیفہ پڑھنے میں دیکھی گئی بجز وظیفہ کی کتاب کے اور کچھ نظر نہ پڑا۔
مولانا حسنین رضا خاں صاحب نے اسی تعجب کے ساتھ بیان
کیا بلکہ انھوں نے یہ بھی کہا کہ نہ صرف مولانا عبد السلام صاحب ہی کے
اعزہ کے لئے بلکہ خاص خاص سیٹھ صاحب کی بچیوں کے لئے بھی

کافی طلائی زیورات اعلیٰحضرت نے وظیفہ کی صندوقچی میں سے
نکال نکال کر عطا فرمائے یہاں تک کہ سیٹھ صاحبوں نے کہا کہ ہم
لوگوں نے اعلیٰحضرت کی کیا خدمت کی جو کچھ دعوت اور خاطر مدارات
میں صرف کیا اس سے کہیں زائد کے زیورات اعلیٰحضرت نے
ہم لوگوں کی بچیوں اور بہوؤں کے لئے عطا فرمائے مولوی حسنین رضا
خاں صاحب بہت ہی حیرت اور تعجب کے ساتھ یہ کہتے تھے کہ کچھ
سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ زیورات کب اعلیٰحضرت نے خریدے اور
کب اس صندوقچی میں رکھے اس کے علاوہ اس صندوقچی میں
وظیفہ کی کتابوں کے سوا کچھ جگہ بھی نہیں تھی اتنے زیور اس میں
کہاں سے آ گئے اور کیسے گنجائش ہوئی واقعی یہ واقعہ جس طرح
اعلیٰحضرت کی سیر چشمی کی دلیل اور جود و سخا کا روشن برہان ہے
اسی طرح بیّن کرامت کا پر زور ثبوت ہے۔

توکل

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ
شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے حضرت مہدی حسن میاں
صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا کہ میں نے
اعلیٰحضرت کے پاس ایک خط بھیجا جس کا جواب بڑی تاخیر سے آیا
والا نامہ میں مذکور تھا کہ حضرت شاہزادہ صاحب چونکہ میرے
پاس ٹکٹ کے دام نہیں تھے اس لئے غیر معمولی تاخیر ہوئی میں
نے خیال کیا ان دنوں مولانا صاحب کے پاس داموں کی کمی ہے
لہذا کچھ فتوحات سے بھیج دوں میں نے سو یا دو سو (صحیح مقدار
یاد نہیں)، کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیج دی جسے مولانا صاحب نے
وصول کر لیا اور رسید بھی آ گئی کچھ دنوں کے بعد اعلیٰحضرت کا منی
آرڈر آیا جس میں میری بھیجی ہوئی رقم بھی شامل تھی۔ والا نامہ

میں مذکور تھا کہ فقیر کی عادت ہے کہ اپنے ضروریات کے مطابق تھوڑے روپے رکھ لئے باقی زنان خانے میں بھیج دیئے۔
آپ کے گرامی نامہ کے وصولی سے پہلے وہ روپیہ خرچ ہو چکے تھے اور گاؤں سے رقم آئی نہیں تھی میں اپنی ضروریات کے لئے کسی سے طلب نہیں کرتا ہوں حضرت شاہزادہ صاحب یہاں جو کچھ ہے آپ ہی کے یہاں کا ہے اگر آپ مجھے کچھ دینا چاہتے ہیں تو حضرت میاں صاحب کے بیاض سے شجرۂ زر کا عمل نقل کرکے بھیج دیجئے! چنانچہ میں نے بیاض سے نقل کرکے بھیج دیا اس کے بعد بریلی جانا ہوا اعلیٰحضرت سے ملاقات ہوئی اعلیٰحضرت نے ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ سے ایک صاحب کا والانامہ آیا کہ میری دو لڑکیوں کی شادی ہے اس کے لئے آپ امداد کیجئے میں نے خیال کیا کہ دونوں لڑکیوں کے لئے ایک ہزار کی رقم کافی ہوگی اسی مقصد کے لئے شجر زر کا عمل کیا۔ عمل کا چالیسواں دن تھا معمول سے فارغ ہو کر بیٹھا تھا کہ حامد رضا آئے اور ایک بندھا ہوا رومال دیا اور کہا کہ ایک صاحب ملنے کی خاطر آئے تھے میں نے کہا اس وقت بالاخانہ پر معمول میں مشغول ہیں دوسرے وقت تشریف لائیے گا وہ صاحب یہ رومال دے کر چلے گئے۔ میں نے جب رومال کھولا اس میں ایک ہزار سے زیادہ رقم تھی خیال کیا کہ زیادہ کیوں ہے معاً ذہن میں آیا کہ مکہ معظمہ تک پہنچنے کے مصارف ہیں۔ میں نے فوراً اس عمل کو مٹا دیا کہ اس سے توکل میں فرق آتا ہے (یہ عمل شمع شبستان رضا میں درج ہے)

سونے کا نظام

فقیر اپنے والد ماجد صاحب مدظلہ العالی کے ہمراہ ایک بزرگ جنت علی شاہ صاحب

جو بریلی شریف میں نو وارد تھے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کیا ان بزرگ صاحب نے والد ماجد صاحب قبلہ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ مولانا احمد رضا خاں صاحب سے بیعت ہیں والد صاحب نے کہا جی ہاں اس پر فرمایا آپ کے پیر صاحب کو سونا آتا تھا یہ سن کر فقیر کو تعجب ہوا کہ سونے سے کیا مراد ہے مگر جب تحقیق کی تب ان جملوں کی حقیقت روشن ہو گئی آپ کے خادم کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت ۲۴ گھنٹہ میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ آرام فرماتے اور باقی تمام وقت کتب بینی و تصنیف کا کام انجام دیتے جب آرام فرماتے تو داہنی طرف کروٹ اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملاکر سر کے نیچے رکھتے اور پائے مبارک سمیٹ لیتے کبھی کبھی خدام ہاتھ پاؤں دابنے بیٹھ جاتے اور عرض کرتے حضور تھک گئے ہوں گے دن بھر کام کرتے کرتے ذرا پائے مبارک دراز فرمالیجئے تو ہم داب دیں تو آپ فرماتے کہ پاؤں تو قبر میں پھیلیں گے۔ ایک زمانے تک احباب کو اس کا علم نہ ہو سکا کہ اس طرح استراحت فرمانے کا مقصد کیا ہے نہ کسی کی مجال کہ آپ سے دریافت کرتا مگر اس راز کو آپ کے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے واضح فرمایا۔ میں اس نظم کو پیش کرتا ہوں اور صرف وہ اشعار جن میں ان مبارک اشغال کی وضاحت ہے۔ ؎

چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشک فام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقت سحر ہے شام دو

ہاتھ کو کان پر رکھو پا باادب سمیٹ لو
دال ہو ایک، ح ہو ایک آخر حرفِ لام دو
وسطِ مسجّع پر سر رکھئے انگوٹھے کا اگر
نامِ اللہ ہے لکھا لہٗ اور الف ہے لام دو
نامِ خدا ہے ہاتھ میں نامِ نبی ہے ذات میں
مُہرِ غلامی ہے پڑی لکھے ہوئے ہیں نام دو
نامِ حبیب کی ادا جاگئے سوتے ہو ادا
نامِ محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو

یعنی دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھنے اور پاؤں سمیٹ کر سونے سے سر میم۔ کہنیاں ح، کمر میم، پاؤں دال، گویا نام محمد کا نقشہ بن جاتا ہے۔

اس طرح سونے سے فائدہ یہ ہے کہ ستر ہزار فرشتے رات بھر اس نام مبارک کے گرد درود شریف پڑھتے ہیں اور وہ نقشہ بنانے والے کے نامۂ اعمال میں درج ہوتا رہتا ہے۔

اعلیٰحضرت مُفسّر کی حیثیت سے حالانکہ آپ نے مکمّل تفسیر قرآن کریم کی نہیں لکھی اور صرف اس وجہ سے کہ دیگر امور دینیہ سے رات دن فرصت نہیں ملتی آپ کا کوئی لمحہ بیکار نہیں جاتا تھا۔ بلکہ پاس بیٹھنے والے اس فکر میں رہتے کہ دیکھیں کہ آپ کی زندگی کا کون سا لمحہ بیکار گزرتا ہے۔ یہاں بیکار وقت ضائع کرنا تو درکنار ایک ایک وقت میں کئی کئی کام انجام دیتے اسی وجہ سے آپ نے تفسیر تحریر نہیں فرمائی مگر بعض حضرات یوں فرماتے ہیں کہ آپ کی تصنیفات جمع کی جائیں تو شاید

مکمّل تفسیر جمع ہو سکتی ہے اور وہ بھی ایسی جامع اور نفیس ہوگی کہ جس طرح ترجمہ قرآنی آپ کا اپنے حقائق کا ترجمان ہے اسی طرح تفسیر بھی اپنی نظیر آپ ہوگی۔ میں اس کی دلیل میں صرف بسم اللہ شریف کی تفسیر پیش کر سکتا ہوں کہ جس میں صرف لفظ بسم کی تفسیر میں ایک تقریر آپ نے فرمائی جس کو قلم بند کر لیا گیا ہے اور اس کا نام "المیلاد النبویہ" ہے۔

ایک مرتبہ حضور پُرنور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں بدایوں تشریف لے گئے وہاں نو بجے صبح سے تین بجے تک کامل چھ گھنٹے سورۂ والضحیٰ پر حضور کا بیان ہوا پھر فرمایا کہ اسی سورۂ مبارکہ کی کچھ آیات کریمہ کی تفسیر ۸۰ جز رقم فرما کر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے کلام پاک کی تفسیر لکھ سکوں واقعی حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ اگر تفسیر تحریر فرماتے تو نکات ظاہرہ باطنہ اور شرح حقائق و معارف کا سمندر لہریں لیتا نظر آتا۔

ترجمہ قرآن کریم آپ نے قرآن کریم کا ترجمہ بہت مختصر وقت میں فرمایا مگر اپنی شان میں دنیا کے تمام ترجموں سے حقائق و معرفت میں بے مثل ہے اور کمال یہ ہے کہ بامحاورہ صحیح اور بغیر تاویلات کے ایسا جامع ترجمہ فرمایا ہے کہ بڑے بڑے علمائے مدح گو ہیں بلکہ اشرف علی صاحب پکار اٹھے کہ قرآن کی معرفت اگر اس زمانے میں کسی کو حاصل ہے تو وہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حفظ قرآن ایک دن اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ بھی لکھ دیا کرتے ہیں
حالانکہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب
کلام پاک کا ایک رکوع پڑھ کر سنا دیا کرتے تو دوبارہ مجھ سے سن لیتے۔ چنانچہ
یہ طے پایا اور عشاء کا وضو فرمانے کے بعد جماعت سے پہلے یہ نشست شروع
کردی گئی اور تیسویں روز آپ نے تیسوں پارے حفظ سنا دیئے اور فرمایا کہ
بحمد اللہ ہم نے کلام پاک بالترتیب یاد کر لیا اور یہ اس لئے کہ بندگان خدا
کا کہنا غلط نہ ہو۔

وعظ و تقریر اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ و تقریر سے بہت احتراز فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ تقریر کے الفاظ تو ہوا میں اڑ
جاتے ہیں کتاب جب تک باقی ہے لوگ اس سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔
آپ سال میں تین وعظ ضرور فرماتے تھے ایک جلسۂ دستار بندی کے
سالانہ اجلاس میں دوسرا وعظ مجلس میلاد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں جو حضور کی طرف سے ہر سال ربیع الاول شریف کو صبح ۸ بجے ہوتی
تھی یہ محفل مبارک آج تک اسی طرح ہوتی ہے اور حضور مفتی اعظم
مولانا مصطفےٰ رضا صاحب مدظلہم العالی اپنی ذات خاص سے اس محفل
کو منعقد فرماتے ہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ آج بھی بغیر اعلان و پوسٹر کے اتنا مجمع
ہوتا ہے کہ مکان و سڑک پر جگہ نہیں ملتی اور شب کو بعد نماز عشاء حضرت
مولانا حسن رضا خاں صاحب کے یہاں محفل منعقد ہوتی تھی۔
اور تیسرا وعظ حضرت سید آل رسول صاحب مارہروی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کے عرس کے موقع پر یہ محفل عرس بھی اعلیٰ حضرت کے کاشانۂ
اقدس پر ہوتی تھی۔ افسوس کہ اعلیٰ حضرت کے مواعظ حسنہ قلم بند نہ ہو سکے۔

کشف و کرامت سید قناعت علی صاحب و سید ایوب علی صاحب نے
اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت خدمت کی ہے

اور سید قناعت علی صاحب نے تو شادی بھی نہیں کی ہر وقت حضرت کی خدمت
میں رہتے اور جب آپ رخصت کا حکم فرماتے تو بجائے گھر جانے کے اسی مسجد
میں جا کر سو جاتے اور جب صبح کو اعلیحضرت قبلہ مسجد میں تشریف فرما ہوتے
تو آپ اٹھ کر دست بوسی کرتے اس کے بعد وضو کر کے نماز میں شریک ہوتے۔
ایک دن رات کو خواب ہو گیا۔ آنکھ کھلی فوراً تیمم کر کے مسجد سے باہر آئے کہ اعلیحضرت
کو دیکھا۔ حسب عادت دست بوسی کرنی چاہی مگر اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ
نہیں بڑھایا بلکہ یہ فرما کر آگے بڑھ گئے مصافحہ تو نماز کے بعد کیجئے گا۔ سید صاحب کا
شرم سے سر جھک گیا جلد غسل کر کے نماز میں شریک ہوئے۔

کرامت جناب امجد علی خاں صاحب مرحوم امبسوڑی کے رہنے والے تھے آپ شکار کو گئے شکار میں گولی غلط کسی اور کو لگی وہ مر
گیا۔ آپ گرفتار ہو گئے اور پولس نے آپ پر قتل ثابت کر دیا اور پھانسی کا حکم
ہو گیا۔ تاریخ سے قبل کچھ لوگ ملنے گئے اور رونے لگے آپ نے کہا جاؤ آرام
کرو اس تاریخ کو گھر پر آ کر ملوں گا۔ میرے پیر و مرشد اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے
رات فرما دیا ہے کہ ہم نے تجھے چھوڑ دیا۔ سب لوگ چلے گئے پھانسی کی تاریخ پر والدہ
ملنے گئیں اور رونے لگیں مگر اللہ رے عقیدہ کہ کہا جاؤ گھر جاؤ میں انشاء اللہ
گھر آ کر ناشتہ کروں گا اس کے بعد ان کو لے جایا گیا جہاں پھانسی ہوتی تھی پھندہ
ڈالنے سے پہلے حسب دستور پوچھا گیا کیا خواہش ہے انھوں نے کہا کیا کرو گے پوچھ
کر میرا وقت ابھی نہیں آیا ہے سب حیرت میں تھے یہ کیسا آدمی ہے ادھر ان کو تختہ پر
کھڑا کر کے گلے میں پھندا ڈال دیا کہ اتنے میں تار آیا ملکہ وکٹوریہ کی تاجپوشی کی
خوشی میں اتنے خونی اور اتنے قیدی چھوڑ دیئے جائیں۔ فوراً آپ کو تختہ سے اتار
لیا گیا۔
گھر پر کہرام مچا تھا اور لاش کو لانے کا انتظام ہو رہا تھا کہ آپ گھر پہنچے اور کہا
کیوں ابھی تک ناشتہ تیار نہیں کیا میں نے کہہ دیا تھا میں گھر پر آ کر ناشتہ کروں گا۔

کرامت

حاجی کفایت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک مریدہ جن کے شوہر ڈاکخانہ میں ملازم تھے غلط منی آرڈر تقسیم ہو جانے کے جرم میں سزا ہوگئی تھی الہ آباد میں اپیل دائر کی تھی فیصلے کی تاریخ سے چند یوم قبل وہ مریدہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی۔ آپ نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل کثرت سے پڑھیے وہ چلی گئیں۔ درمیان میں کئی مرتبہ حاضر ہو کر عرض کرتیں۔ آپ وہی فرما دیا کرتے یہاں تک کہ فیصلہ کی تاریخ آگئی حاضر ہو کر عرض کی میاں آج تاریخ ہے فرمایا بتا تو دیا وہی پڑھے جاؤ اور کیا میں خدا سے لڑوں۔ وہ بی بی اتنا سنتے ہی خفگی میں یہ کہتی ہوئی چل دیں کہ جب اپنا پیر ہی نہیں سنتا تو کون سنے گا جب آپ نے یہ کیفیت دیکھی فوراً آواز دی کہ پان تو کھالو۔ کہا میاں میرے منہ میں ہے پھر فرمایا غرض بمشکل پلٹیں۔ اور آکر زمین پر بیٹھ گئیں آپ نے ہر چند فرمایا اوپر بیٹھ جائیے مگر وہ اوپر نہ بیٹھیں آپ نے گھر میں سے پان منگوائے بڑی بی سے کہا لیجئے پان کھا لیجئے۔ بڑی بی بولیں میاں میرے مونھ میں ہے کئی بار کہنے پر جب پان نہ کھایا تو آپ نے خود پان میں چھالی ڈال کر بڑی بی کو دیا اور آہستہ فرمایا چھوٹ تو گئے پان کھاؤ۔ اب بڑی بی نے خوش ہو کر پان کھا لیا اور گھر کی طرف چل دیں جب گھر کے قریب پہنچیں بچے دوڑے تم کہاں تھیں تار والا ڈھونڈتا پھر رہا ہے خوشی میں گھر گئیں تار لیا اور پڑھوایا معلوم ہوا کہ شوہر بری ہو گیا۔

کرامت

جناب سید محمود جان صاحب کا کسی مریض کا زخم و آپریشن کی مفصل کیفیت بیان فرمانے پر مذکور ہے کہ اس کو سنتے ہی سید قناعت علی صاحب اپنی قلبی کمزوری کی وجہ سے بیہوش ہو گئے اس وقت ان کے ہوش میں لانے کی ترکیبیں کی گئیں مگر ہوش نہ آیا جب اعلیٰ حضرت نے ان کا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھ کر اپنا رومال ڈالا فوراً ہوش آگیا آنکھیں کھول دیں اعلیٰ حضرت کے زانوئے مبارک پر سر دیکھ کر جلد اٹھنا چاہا مگر ضعف کی وجہ سے نہ اٹھ سکے حضور نے ازراہ شفقت فرمایا لیٹے رہیئے یہ شفقت علی الاصاغر کی بہترین مثال ہے۔

کرامت

حاجی کفایت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اپنے ایک مرید حاجی خدا بخش صاحب کے یہاں تشریف لے گئے جب اعلیٰحضرت ان کے مکان میں تشریف فرما ہوئے تو ان کے لڑکے نے مٹھائی لاکر رکھی کہ گیارہویں شریف کی فاتحہ کر دیجئے حضرت نے اس پر فاتحہ دی اور سر جھکا کر خاموش بیٹھے رہے اس کے بعد اس لڑکے کی بیوی بھی سامنے سر سے پاؤں تک چادر میں اپنے آپ کو چھپائے ہوئے آکر کھڑی ہو گئی کہ اعلیٰحضرت سر کو اٹھائیں تو میں سلام کروں حضرت نے سر اٹھایا تو اس نے سلام کیا حضرت نے اس کا نام لے کر فرمایا کہ تم یہاں پر بیاہی ہو۔ وہ عورت حضرت سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز سے بیعت تھی۔

کشف و کرامت

ایک دن حاجی صاحبان کے استقبال کو اسٹیشن جانا تھا ننھن میاں کی فٹن جو بسا اوقات سواری کے لئے آیا کرتی تھی اس کے آنے میں دیر ہوئی تو مستری غلام نبی صاحب بغیر کسی سے کہے تانگہ لینے بازار چلے گئے وہاں سے تانگہ لے کر لوٹے دور سے دیکھا کہ فٹن آچکی ہے وہیں اتر پڑے اور چار آنے تانگے والے کو دے کر رخصت کر دیا اس واقعہ کا کسی کو علم نہیں چار روز بعد مستری صاحب حاضر خدمت ہوئے تو اعلیٰ حضرت نے ایک چونی عطا فرمائی انھوں نے پوچھا یہ کیسی ہے فرمایا اس روز تانگے والے کو آپ نے دی تھی مستری صاحب کو حیرت ہوئی اور عرض کیا حضور وہ بھی آپ ہی کی تھی مگر دیگر حضرات نے کہا میاں تبرک کو کیوں چھوڑتے ہو انھوں نے لے لی جب تک وہ چونی ان کے پاس رہی کبھی پیسے میں کمی نہ ہوئی۔

کشف و کرامت

ایک صاحب بریلی میں تھے جو علمائے کرام کی کچھ وقعت نہیں سمجھتے تھے اور پیری مریدی کو پیٹ کا ڈھکوسلا کہتے تھے ان کے خاندان کے چند احباب اعلیٰ حضرت سے بیعت تھے ایک دن ان حضرات نے انہیں مجبور کیا اور کہا کہ چلو اعلیٰ حضرت کے

زیارت ہی کرلو تو یہ خیالات فاسدہ دماغ سے نکل جائیں مجبوراً چلے راہ میں ایک حلوائی کی دکان پر گرم گرم امرتیاں بن رہی تھیں دیکھ کر کہا اچھا امرتیاں کھلاؤ تو چلوں ان حضرات نے کہا کہ واپسی میں کھلائیں گے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے بیٹھ گئے تھوڑی دیر میں ایک صاحب بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے اور ایک ٹوکری میں گرم گرم امرتیاں لاکر رکھ دیں فاتحہ کے بعد سب کو تقسیم ہوئیں اس دربار کا قاعدہ تھا کہ ہر حصہ داڑھی والے کو ڈبل اور بغیر داڑھی والوں کو ایک ایک بچوں کی طرح ملتا۔ لہذا ان صاحب کو بھی ایک ہی امرتی ملی۔ اعلیحضرت نے فرمایا اُن کو دو دیدیجئے۔ بانٹنے والے نے عرض کی حضور یہ تو بچے ہیں ابھی داڑھی بھی نہیں نکلی آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا ان کا دل چاہ رہا ہے ایک اور دیدیجئے یہ کرامت دیکھ کر وہ صاحب چند روز کے بعد بیعت ہوئے اور علماء کی تعظیم کرنے لگے۔

سادات کرام کا احترام

مولانا حشمت علی خاں صاحب مدظلہم العالی کے پاس ایک سید صاحب پڑھا کرتے تھے۔ ذہن کند تھا سبق یاد نہ ہوتا تھا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور سید زادہ کا اگر سبق یاد نہ کرتا ہو تو سزا دی جا سکتی ہے۔ فرمایا مولانا کیا فرماتے ہیں سید زادہ اور سزا ہرگز نہیں اس پر عرض کی تو پھر نہیں پڑھ سکے گا جاہل رہے گا فرمایا جب مجبور ہو جائے تو یہ نیت کر لی جائے کہ شاہزادے کے پاؤں میں مٹی لگی ہے اسے صاف کر رہا ہوں اللہ اکبر کیا احترام تھا۔

تعظیم سادات کرام

علمائے کرام نے اپنی مستند تصانیف میں تحریر فرمایا ہے کہ جس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت واضافت ہے اس کی تعظیم و توقیر کی اور ان میں سادات کرام جزو رسول ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ مستحق توقیر و تعظیم ہیں اور اس پر پورا عمل کرنے والا ہم نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو پایا اس لئے کہ کسی

سید صاحب کو وہ اس کی ذاتی حیثیت اور لیاقت سے نہیں دیکھتے بلکہ اس حیثیت سے ملاحظہ فرماتے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جز ہیں۔ پھر اس اعتقاد و نظریہ کے بعد جو کچھ ان کی تعظیم و توقیر کی جائے سب درست ہے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک کم عمر صاحب زادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لئے کاشانہ اقدس میں ملازم ہوئے بعد میں معلوم ہوا کہ سید زادے ہیں لہذا گھر والوں کو تاکید فرمادی کہ صاحب زادے صاحب سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادے ہیں۔ کھانا وغیرہ جو شئے کی ضرورت ہو حاضر کی جائے جس تنخواہ کا وعدہ تھا وہ بطور نذرانہ پیش ہوتا رہے۔ چنانچہ حسب الارشاد تعمیل ہوتی رہی۔ کچھ عرصے کے بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔

انھیں کا بیان ہے کہ حضور کے یہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دوگنا حصہ بروقت تقسیم شیرینی ملا کرتا تھا۔ بچوں اور داڑھی منڈھانے والوں کو ایک حصہ داڑھی والوں کو دو حصے اور سادات کرام کو چار اور اسی کا اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں۔ ایک سال یہ موقع بارھویں شریف ماہ ربیع الاوّل ہجوم میں سید محمود جان علیہ الرحمۃ کو خلاف معمول ایک ہی حصہ یعنی دو تشتریاں شیرینی کی بلا قصد پہنچ گئیں موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور یہاں سے آج مجھے عام حصہ ملا۔ فرمایا سید صاحب تشریف رکھیے اور تقسیم کرنے والے کی فوراً طلبی ہوئی اور سخت اظہار ناراضگی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ابھی ایک سینی (خوان) میں جس قدر حصے آسکیں بھر کر لاؤ۔ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی۔ سید صاحب نے عرض بھی کیا کہ حضور میرا یہ مقصد نہ تھا ہاں قلب کو ضرور تکلیف ہوئی جسے برداشت نہ کر سکا فرمایا سید صاحب یہ شیرینی تو آپ کو قبول

کرنا ہوگی ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی اور قاسم شبریؒ سے کہا کہ ایک آدمی
سید صاحب کے ساتھ کردو جو اس خوان کو مکان پر پہنچا آئے انہوں نے فوراً
تعمیل کی۔

اخلاق کریمہ اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ کی
مصداق تھی آپ کسی سے محبت فرماتے تو اللہ کے لئے۔
اور مخالفت فرماتے تو اللہ ہی کے لئے۔ کسی کو کچھ دیتے تو اللہ کے لئے اور
منع فرماتے تو اللہ کے لئے۔

ایک دن ایک کم سن صاحب زادے نہایت ہی بے تکلفانہ انداز میں
حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ میری بوا (یعنی والدہ) نے آپ کی دعوت کی
ہے کل صبح کو بلایا ہے حضور نے ان سے دریافت فرمایا مجھے دعوت میں کیا
کھلاؤ گے۔ صاحب زادے نے اپنے کرتے کا دامن جو دونوں ہاتھوں سے
پکڑے ہوئے تھے پھیلا دیا جس میں ماش کی دال اور دو چار مرچیں پڑی
ہوئی تھیں کہنے لگے دیکھئے نا یہ دال لایا ہوں۔ حضور نے ان کے سر پر دستِ
شفقت رکھتے ہوئے فرمایا اچھا میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ صاحب
کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے) کل دس بجے دن کے آئیں گے اور حاجی صاحب
سے فرمایا مکان کا پتہ دریافت کر لیجئے۔ غرض صاحب زادے مکان کا پتہ
بتا کر خوش خوش چلے گئے۔ دوسرے دن وقت معین پر حضور عصائے مبارک
ہاتھ میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور حاجی صاحب سے فرمایا چلئے۔ انہوں
نے عرض کیا کہاں۔ فرمایا ان صاحب زادے کے یہاں دعوت کا وعدہ جو کیا
ہے آپ کو مکان کا پتہ معلوم ہو گیا ہے یا نہیں۔ عرض کی ہاں حضور ملوکپور
میں ہے اور ساتھ ہو لئے جس وقت مکان پر پہنچے تو وہ صاحب زادے
دروازے پر کھڑے انتظار میں تھے حضور کو دیکھتے ہی یہ کہتے ہوئے بھاگے
ارے مولوی صاحب آ گئے۔ مکان کے اندر چلے گئے دروازے میں ایک چھپر

پڑا تھا۔ وہاں کھڑے ہو کر حضور انتظار فرمانے لگے۔ کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ
چٹائی آئی اور ڈھلیا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹی کی رکابی میں
وہی ماش کی دال جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے لا کر رکھ دی اور
کہنے لگے لو کھاؤ۔ حضور نے فرمایا بہت اچھا کھاتا ہوں۔ ہاتھ دھونے کے
لئے پانی لے آئیے ادھر وہ صاحب زادے پانی لینے کے لیے گئے اور ادھر
حاجی صاحب نے کہا حضور یہ مکان نقارچی کا ہے حضور یہ سن کر کبیدہ خاطر
ہوئے اور طنزاً فرمایا ابھی کیوں کہا کھانا کھانے کے بعد کہا ہوتا اتنے میں وہ
صاحب زادے پانی لے کر آ گئے۔ حضور نے دریافت فرمایا آپ کے والد
صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں دروازے کے پردہ میں سے ان
صاحب زادے کی والدہ نے عرض کیا حضور میرے شوہر کا انتقال ہو گیا
وہ کسی زمانہ میں نوبت بجاتے تھے اس کے بعد توبہ کر لی تھی۔ اب صرف
یہ لڑکا ہے جو راج مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے حضور نے الحمدللہ
کہا اور دعائے خیر و برکت فرمائی۔ حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھلوائے
اور خود ہاتھ دھو کر شریک طعام ہو گئے مگر دل ہی دل میں حاجی صاحب
کے یہ خیال گشت کر رہا تھا کہ حضور کو کھانے میں بہت احتیاط ہے۔ غذا
میں سوجی کا بسکٹ استعمال ہے یہ روٹی اور وہ بھی باجرے کی اور اس پر
ماش کی دال کس طرح تناول فرمائیں گے مگر قربان اس اخلاق اور
دل داری کے کہ میزبان کی خوشی کے لئے خوب سیر ہو کر کھایا حاجی صاحب
فرماتے تھے کہ میں جب تک کھاتا رہا حضور بھی برابر تناول فرماتے رہے وہاں
کی واپسی پر حاجی صاحب کے شبہ کو رفع فرمانے کے لئے ارشاد فرمایا اگر ایسی
خلوص کی دعوت روز ہو تو میں روز قبول کر لوں۔

ایک صاحب اعلیٰ حضرت کو دعوت دے کر چلے گئے۔ دوسرے دن گاڑی
آئی اعلیحضرت نے مولانا ظفر الدین صاحب قبلہ سے فرمایا مولانا آپ بھی

بھی چلیں۔ مکان پر گاڑی پہنچی تو میزبان صاحب منتظر تھے۔ مکان میں ایک
چارپائی پر بٹھایا اور ہاتھ دھلانے کے بعد ایک ڈھلیا میں چند روٹیاں اور قیمہ جو غالباً
گائے کے گوشت کا تھا رکھ گئے یہ دیکھ کر مولانا کو الجھن ہوئی اور دل میں یہ
خیال ہوا کہ اعلیٰحضرت تو گائے کا گوشت تناول نہیں فرماتے اگر شوربے دار
ہوتا تو شوربا ہی پر اکتفا فرماتے اسی خیال میں تھے کہ اعلیٰحضرت نے فرمایا
کہ حدیث شریف میں ہے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا
فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پڑھ کر مسلمان جو کچھ کھائے ہرگز ضرر نہ دے گا۔
مولانا سمجھ گئے کہ میرے شبہ کا جواب ہے میزبان صاحب مولانا کے ملاقاتی
تھے جب کھانے کے بعد ہاتھ دھلانے آئے تو ان سے کہا کہ اس غربت کی حالت
میں آپ کو اعلیٰحضرت کی دعوت کی ضرورت ہی کیا تھی۔ بولے کہ غربت ہی کی
وجہ سے تو اعلیٰحضرت کی دعوت کی تاکہ اعلیٰحضرت کے قدم مبارک میرے یہاں
پہنچیں۔ نان نمک جو کچھ ہو سکے حاضر خدمت کروں حضور کھانے کے بعد دعا
فرمائیں تو گھر کی نیستی دور ہو اور خوش حالی آئے اور برکاتِ دین و دنیا حاصل ہوں۔

مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت
قدس سرہٗ اعتکاف میں تھے بعد افطار ایک روز پان نہیں آئے چونکہ پان کے
از حد عادی تھے ناگواری پیدا ہوئی مغرب سے تقریباً دو گھنٹہ بعد گھر کا ملازم
بچہ پان لایا حضرت نے اسے ایک چپت مار کر فرمایا اتنی دیر میں لایا بعدہٗ سحر
کے وقت سحری کھا کر مسجد کے باہر دروازے پر تشریف لائے اس وقت
رحیم اللہ خاں ملازم اور میں دو شخص مسجد میں تھے فرمایا آپ صاحبان میرے
کام میں مخل نہ ہوں۔ میں گھبرایا اور عرض کی حضور ہم تو خدام ہیں مخل ہوتا
کیا معنی، بعدہٗ اس بچہ کو بلوایا جو شام کو پان دیر میں لایا تھا اور فرمایا کہ شام
کو میں نے غلطی کی جو تمہارے چپت ماری دیر سے بھیجنے والے کا قصور تھا
تم بے قصور تھے لہذا تم میرے سر پر چپت مار کر بدلہ لو اور ٹوپی اتار کر اصرار

فرمارہے ہیں ہم دونوں بہت مضطرب اور دم بخود پریشان اور وہ بچہ بھی
پریشان ہو کر کانپنے لگا اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور میں نے معاف
کیا، فرمایا تم نابالغ ہو تمہیں معاف کرنے کا حق نہیں بدلہ لے لو مگر وہ نہ سکا
بعد میں اپنا بکس منگوا کر مٹھی بھر پیسے نکالے وہ پیسے دکھا کر کہا میں تم کو یہ دوں گا۔
تم بدلہ لو مگر وہ بیچارہ یہی کہتا رہا حضور میں نے معاف کیا آخر کار اعلیٰحضرت
نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر مبارک پر اس کے ہاتھ سے چپتیں لگائیں پھر
اس کو پیسے دے کر رخصت کیا۔

سفر مبارک اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کم سفر فرماتے
جب مشتاقان دیدار کے اصرار پر یا کسی اشد ضرورت
پر سفر فرماتے تو اپنے سفر مبارک کو اس شہر یا بستی میں کسی ولی اللہ یا
کسی اللہ والے کے مزار مبارک پر حاضری کی نیت سے قصد فرماتے تاکہ
گھر سے نکلنے سے واپسی تک ثواب اور اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

اسی طرح پیلی بھیت شریف تشریف لے گئے شاید حضرت قبلہ محدث
سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بلانے سے جب اسٹیشن پر اترے فرمایا ہم
پہلے شاہ جی محمد شیر میاں سے ملاقات کریں گے جب وہاں پہنچے دیکھا کہ
حضرت شاہ جی میاں قبلہ چند عورتوں کو بے حجاب بیعت فرمارہے ہیں۔
آپ واپس تشریف لائے دوسرا کوئی ہوتا تو بگڑ جاتا مگر ولی را ولی می شناسد
کا مضمون تھا شاہ جی میاں خود گھر پر تشریف لائے اور مسکرا کر فرمایا کہ
مولوی، فقیر کی کیا ہے بچوں میں بچہ ہے عورتوں میں عورت ہے مردوں
میں مرد ہے۔ مگر پھر بھی کمال محبت اور پاس شرع سے فرمایا مولانا آئندہ
اب میں عورتوں کو پس پردہ بٹھا کر بیعت کیا کروں گا اور اعلیٰحضرت کو اسٹیشن
تک پہنچانے آئے سبحان اللہ اہل اللہ ایسے ہوتے ہیں۔

فقیر اور عالم اکثر خلاف شرع بنے ہوئے فقیر اور عالم سے کبھی نہیں بنتی

مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ والا کبھی اللہ کے احکام کی مخالفت نہیں کرتا۔ لہذا
ایک مجذوب دینا میاں جو پوربی تھے بریلی کا ہر ہندو مسلم بچہ بچہ ان کے نام
سے واقف ہے انھوں نے ایک دفعہ ٹرین کو اپنی کرامت سے روک دیا تھا
آپ ایک دن محلہ سوداگران تشریف لے گئے تو سوداگری محلہ سے اعلیٰحضرت
کی حیات سے آج تک کسی مجذوب کو گزرتے بھی نہیں دیکھا یہ مصلحت اسی واقعہ
سے ظاہر ہو جائے گی جب آپ مسجد کے قریب پہنچے تو اعلیٰ حضرت قبلہ مکان سے
تشریف لا رہے تھے دینا میاں آپ کو دیکھ کر بھاگے اور ایک گلی میں چھپ گئے۔
لوگوں نے آپ کو دیکھا پہچانا اور کہا کیوں بھاگتے ہو میاں؟ فرمایا! با مولوا آرو
ہے۔ لوگوں نے کہا مولوی صاحب آ رہے ہیں تو کیا ہوا۔ فرمایا گھٹنوں پر ہاتھ
رکھ کر بھرج کھلے بیٹھے ہیں کیونکہ آپ لنگوٹی باندھا کرتے تھے۔

سبحان اللہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی یہ شان بارگاہ الٰہی میں یہ مقبولیت
کہ بڑے بڑے قطب و ابدال آپ کے مرتبۂ علیا کی قدر کرتے تھے۔

حاجی کفایت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ آپ بنارس تشریف لے گئے
ایک دن دوپہر کو ایک جگہ دعوت تھی میں ہمراہ تھا واپسی میں اور کوئی ہمراہ
نہ تھا تانگے والے سے آپ نے فرمایا اس طرف چل فلاں مندر کے سامنے سے
مجھے حیرت ہوئی کہ اعلیٰ حضرت بنارس کب تشریف لائے اور یہاں کی گلیوں سے
کیسے واقف ہوئے اور اس مندر کا نام کب سنا اسی حیرت میں تھا کہ مندر پر تانگہ
پہنچا دیکھا کہ ایک سادھو مندر سے نکلا اور تانگہ کی طرف دوڑا آپ نے تانگہ رکوا دیا
وہ آیا اور اعلیٰحضرت کو ادب سے سلام کیا اور کان میں کچھ باتیں ہوئیں جو میری
سمجھ سے باہر تھیں پھر وہ سادھو مندر میں چلا گیا ادھر تانگہ بھی چل پڑا تب میں نے
عرض کی حضور یہ کون تھا فرمایا ابدال وقت۔ میں نے عرض کی حضور مندر میں
فرمایا آم کھائیے، پیڑ نہ گنیے۔

عام حالات

تبدیلی لباس

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ حضور ہفتہ میں
دو بار جمعہ اور سہ شنبہ کو ملبوسات شریف تبدیل فرمایا کرتے
تھے ہاں اگر پنجشنبہ کو یوم عیدین یا یوم النبی آ کر پڑے تو دونوں دن تبدیل فرماتے
ان دونوں تقریبوں کے علاوہ سوا ایام معینہ کے اور کسی وجہ سے تبدیل نہ
فرماتے حتیٰ کہ جیلانی میاں سلمہٗ کے ختنہ کی تقریب ایسے روز ہوئی کہ تبدیل
لباس کا دن نہ تھا وہی لباس زیب تن رکھا تبدیل نہ فرمایا اگرچہ بعض اعزہ
اقرباء اور رؤسائے شہر مکلف لباس پہن کر آئے تھے مگر حضور اپنا لباس سابق
پہنے ہوئے شریک تقریب رہے۔

حدیث نبوی کا وقار

کتب احادیث پر دوسری کتاب نہ رکھتے اگر کسی
حدیث کی ترجمانی فرما رہے ہیں اور درمیان میں
کوئی شخص بات کاٹتا تو سخت ناراض ہوتے۔

نشست

ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے زانو پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند
فرماتے یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور پر نور کے طریق
نشست عرض کر دوں چونکہ کمر میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا اس لئے گاؤ تکیہ
پشت مبارک کے پیچھے رکھا کرتے تھے اس سے پیشتر کہ یہ مرض نہ تھا کبھی گاؤ تکیہ
استعمال نہ فرمایا۔ کتب بینی یا لکھتے وقت پاؤں مبارک سمیٹ کر دو زانو اٹھائے
رہتے ورنہ سیدھا زانوئے مبارک اکثر اٹھا رہتا اور دوسرا بچھا رہتا اور کبھی بایاں
زانو ضرورۃً اٹھانے تو دہنا بچھا لیا کرتے۔

احترام ذکر محبوب

ذکر میلاد مبارک میں ابتدا سے انتہا تک ادباً
دو زانو رہا کرتے تھے یوہیں وعظ فرماتے دو تین گھنٹے
کامل دو زانو ہی منبر شریف پر رہتے اخیر عمر شریف میں پان چھوڑ دیا تھا۔

ورنہ پہلے پان بہت کثرت سے استعمال فرماتے تھے مگر بوقت وعظ پان مطلق نہ کھاتے تھے بلکہ ایک چھوٹی صراحی شیشہ کی پاس رکھی جاتی اس سے خشکی رفع فرمانے کے لئے غرارہ کر لیا کرتے۔

استراحت

بشکل نام اقدس (محمد) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرمانا۔ ٹھٹھا نہ لگانا۔ جماہی آنے پر انگلی دانتوں میں دبا لینا اور کوئی آواز نہ ہونا قبلہ کی طرف موہنہ کر کے کبھی نہ تھوکنا نہ قبلہ کی طرف پائے مبارک دراز کرنا نماز پنجگانہ مسجد میں باجماعت ادا کرنا فرض نماز باعمامہ پڑھنا۔ بغیر صوف پڑی دوات سے نفرت کرنا۔ یوہیں لوہے کے قلم سے اجتناب کرنا۔ خط بنواتے وقت اپنا کنگھا اور شیشہ استعمال کرنا مسواک کرنا سر مبارک میں کھلیل ڈلوانا

ہر کام داہنی طرف سے شروع کرنا

ناک صاف کرنے اور استنجا فرمانے کے سوا حضور کے ہر فعل کی ابتدا سیدھے ہی جانب سے ہوتی تھی چنانچہ عمامہ مبارک کا شملہ سیدھے شانہ پر رہتا عمامہ مبارک کے پیچ سیدھی جانب ہوتے عمامہ مقدسہ کی بندش اس طور پر ہوتی کہ بائیں دست مبارک میں گردش اور دہنا دست مبارک پیشانی پر شہر پیچ کی گرفت کرتا تھا۔

ایک روز جناب سید محمود جان صاحب نوری مرحوم ومغفور نے حضور کے عمامہ باندھنے پر عرض کیا کہ حضور عمامہ باندھنے میں الٹا ہاتھ کام کرتا ہے فرمایا اگر سیدھا ہاتھ ہٹا لیا جائے تو الٹے ہاتھ سے باندھ تو لیجئے! اصل بندش تو سیدھے ہی ہاتھ سے ہوتی ہے اگر کسی صاحب کو کوئی شئے دینا ہوئی اور اس نے الٹا ہاتھ لینے کو بڑھایا فوراً دست مبارک روک لیتے اور فرماتے سیدھے ہاتھ میں لیجئے الٹے ہاتھ میں شیطان لیتا ہے اعداد بسم اللہ شریف (۷۸۶) عام طور سے جب لوگ لکھتے ہیں تو ابتدا ۷ سے کرتے ہیں پھر ۸ لکھتے ہیں

اس کے بعد ۶ مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ۶ تحریر فرماتے تھے پھر ۸ تب ۷۔

نماز جمعہ کے لئے جس وقت تشریف لاتے فرش مسجد پر قدم رکھتے ہی حاضرین سے تقدیم سلام فرماتے اور اسی پر بس نہیں بلکہ جس درجہ میں ورود مسعود ہوتا تقدیم سلام ہوتی جاتی اسکی بھی آنکھیں شاہد ہیں کہ مسجد کے ہر درجہ میں وسطی در سے داخل ہوا کرتے اگرچہ آس پاس کے دروں سے داخل ہونے میں سہولت ہی کیوں نہ ہو۔ نیز بعض اوقات اوراد وظائف مسجد شریف ہی میں بحالت خرام شمالاً وجنوباً پڑھا کرتے مگر منتہائے فرش مسجد سے واپسی ہمیشہ قبلہ رو ہو کر ہی ہوتی کبھی پشت کرتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا۔

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز نماز فجر ادا کرنے کے لئے خلاف معمول کسی قدر حضور کو دیر ہو گئی۔ نمازیوں کی نگاہیں بار بار کاشانہ اقدس کی طرف اٹھ رہی تھیں کہ عین انتظار میں جلد جلد تشریف لائے اس وقت برادرم قناعت علی نے اپنا یہ خیال مجھ سے ظاہر کیا کہ اس تنگ وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ حضور سیدھا قدم مسجد میں پہلے رکھتے ہیں یا بایاں مگر قربان اس ذات کریم کے کہ دروازہ مسجد کے زینہ پر جس وقت قدم مبارک پہنچتا ہے تو سیدھا۔ توسیعی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا۔ قدیمی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا آگے صحن مسجد میں ایک صف بچھی تھی اس پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا اور اسی پر بس نہیں ہر صف پر تقدیم سیدھے ہی قدم سے فرمائی یہاں تک کہ محراب میں مصلیٰ پر قدم پاک سیدھا ہی پہنچتا ہے

ایک دلچسپ واقعہ

اعلیٰحضرت قدس سرہ کو حقہ نوشی کا بہت شوق تھا کہیں تشریف لے جاتے تو حقہ ساتھ جاتا اور مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی کو چائے نوشی کا بہت شوق تھا کہیں جاتے تو سماوار ساتھ جاتا۔ والد صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیلی بھیت جانا ہوا ایک مسہری پر اعلیٰحضرت قدس سرہ دوسرے پر مولانا وصی احمد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھتے تھے آپ حقہ پی رہے تھے اور وہ چائے۔
اکثر مریدین تین طرف کرسیوں اور مونڈھوں پر خاموش بیٹھے تھے کہ مولانا وصی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ آپ کو حقہ سے بڑا شوق ہے جنت میں آگ کہاں ملے گی کہ آپ حقہ پیئیں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے مسکراتے ہوئے فرمایا مولانا آپ کے سماوار سے لے لی جائے گی۔

دوسرا حج پہلا حج بحمد اللہ تعالیٰ آپنے والدین ماجدین کے ہمراہ ادا کیا تھا جس کی واپسی پر تین روز طوفان شدید سے مقابلہ کرنا پڑا تھا سب نے کفن پہن لئے تھے مگر آپ نے سب کی بیچینی دیکھ کر بے ساختہ فرمایا خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا اتنا فرمانا تھا کہ چند منٹ میں طوفان موقوف ہوگیا اور جہاز نے نجات پائی۔ ماں کی محبت وہ تین شبانہ یوم کی سخت تکلیف یاد تھی مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ آپ نے یہ فرمایا کہ حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرمادیا۔ اب میری زندگی بھر دوبارہ ارادہ نہ کرنا انکا یہ فرمانا آپ کو یاد تھا۔ ماں باپ کی ممانعت پر حج نفل جائز نہیں۔

۱۳۲۳ھ میں آپ کے برادر خورد جناب ننھے میاں صاحب اور خلف اکبر حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ کے دل مبارک میں یکایک بے چینی پیدا ہوئی کہ اس سال ہم بھی حاضر بارگاہ خیر ہوتے ادھر والدہ ادھر شوقِ زیارت یہاں تک کہ جہاز چھوٹنے کا وقت قریب آگیا آخر کار کششِ محبت نے مجبور کیا بعد مغرب ایک صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ دس بجے کی ٹرین سکنڈ کلاس ریزرو کرالیں۔

کرامت ریزرو ۲۴ گھنٹہ پیشتر ہوتا ہے مگر یہ حضرت کی کرامت تھی کہ گاڑی سے دو گھنٹہ پہلے سیٹ ریزرو ہوگئی آپ نماز عشاء سے فارغ ہوئے شکرم بھی آگئی اب صرف والدہ صاحبہ سے اجازت لینا باقی تھا جو سب سے اہم کام تھا۔ حدیث کی وہ دعائیں جو ہر مراد کی ضامن ہیں پڑھتے ہوئے

مکان میں تشریف لے گئے خلاف معمول دیکھا والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرما ہیں۔ بس آپ نے آنکھیں بند کر کے سر قدموں پر رکھ دیا والدہ صاحبہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے عرض کی حج کی اجازت دیجئے پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا۔ بسم اللہ۔ (خدا حافظ)

آپ الٹے پاؤں تشریف لائے اور شکرم میں سوار ہو کر چل دیئے ابھی آپ اسٹیشن نہ پہنچے ہوں گے کہ والدہ نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی میں نیند میں تھی بلاؤ آپ جا چکے تھے کون بلاتا جب معلوم ہوا کہ گاڑی چھوٹ گئی اور آپ چلے گئے تو آپ نے فرمایا لگن کا وہ پانی جس سے امن میاں نے وضو کیا واپسی تک نہ پھینکا جائے لہذا وہ پانی نہیں پھینکا گیا جب جوش محبت بیقرار کرتا اس پانی کو دیکھا کرتیں اس دوسرے حج سے فارغ ہو کر ۱۳۲۴ھ ۲۴ صفر کو مدینہ منورہ روانگی ہوئی یعنی کعبۂ حق سے کعبۂ جان کی طرف چلے اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے علماء نے آپ کو کس طرح دل اور آنکھوں میں جگہ دی خلیل احمد انبیٹھوی کی کیسی مرمت بنی یہ سارا واقعہ الملفوظ حصہ دوم میں دیکھئے۔ جس میں قدم قدم پر کرامتیں ہی کرامتیں ہیں

وصالِ شریف

کرامت رمضان شریف ۱۳۳۹ھ میں اعلیٰحضرت قبلہ بھوالی تشریف رکھتے تھے اور آپ کی منجھلی صاحب زادی صاحبہ مرحومہ بغرض علاج نینی تال میں مقیم تھیں یہ کم و بیش تین برس سے علیل تھیں اور ایسی سخت کہ بارہا مایوسی ہو چکی تھی جب نماز عید پڑھانے کے لئے نینی تال تشریف لانا ہوا تو صاحب زادی صاحبہ نے اشتداد مرض کی کیفیت عرض کی۔ سنا چلتے وقت فرمایا کہ میں انشاء اللہ تمہارا داغ نہ دیکھوں گا حالانکہ

وہ زیادہ بیمار تھیں اور حضور والا کے بعد صرف ۲ یوم زندہ رہیں۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ میں سفر آخرت کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۝

اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۴ محرم ۱۳۴۰ھ کو بھوالی تشریف لائے مسلمانانِ بریلی نے بڑا شاندار استقبال کیا حضور والا کے تشریف لاتے ہی بریلی میں چہل پہل ہوگئی۔ بھوالی میں اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درد پہلو کا دورہ پڑ چکا تھا اس سے ضعف شدید ہوگیا وطن اور بیرونجات کے دور دراز مقامات سے مسلمان عیادت وبیعت کے لئے گروہ گروہ آتے جاتے رہے باوجود نقاہت ان کی ہر مجلس عیادت تذکیر ونصائح کا ذخیرہ ہوتی ان کی کبھی کوئی مجلس سرکار دوعالم تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف سے خالی نہ گئی اس دوران علالت میں بھی بکثرت ذکر شاہِ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ فرماتے اور خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے حسن خاتمہ کی دعا فرماتے تضرع وخشیت کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیث زبانی ذکر فرماتے کہ خود اپنی نیز حاضرین کی روتے روتے ہچکی بندھ جاتی اکثر اوقات فرماتے کہ جس کا خاتمہ ایمان پر ہوگیا اس نے سب کچھ پالیا کبھی فرماتے اگر بخش دے اس کا فضل ہے نہ بخشے تو عدل ہے عرس شریف میں قل کے وقت لوگوں کو مکان میں طلب فرمایا یہ وعظ ونصیحت کی آخری صحبت تھی اور رشد وارشاد کا پچھلا دور حضرت مولانا امجد علی صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ وصایا شریف قلم بند کئے تھے جو خود حضور اقدس نے فرمائے تھے افسوس ہے کہ وہ کہیں کاغذات میں ایسے مل گئے کہ ان کا اب تک پتہ نہ چلا روز عرس کچھ کلمات طیبات جو بطور وصایا ارشاد ہوئے ان کی برکات سے حصہ لینے کے لئے گوش گزار ناظرین کئے جاتے ہیں

آخری نصیحت پیارے بھائیو! لَا اَدْرِیْ مَا اَبْقٰی فِیْکُمْ مجھے معلوم نہیں

کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں تین ہی وقت ہوتے ہیں بچپن، جوانی بڑھاپا۔ بچپن گیا۔ جوانی آئی۔ جوانی گئی بڑھاپا آیا۔ اب کون سا وقت چوتھا آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے ایک موت ہی باقی ہے اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں میں ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا رہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی دوسری خود میری۔ تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں۔ تمہیں فتنے میں ڈالدیں۔ تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے رافضی ہوئے۔ نیچری ہوئے۔ قادیانی ہوئے۔ غرض کتنے ہی فرقے ہوئے یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں۔ حضور سے صحابہ روشن ہوئے ان سے تابعین روشن ہوئے تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے اور ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ ورسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ کیسا ہی تمہارا بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور

اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندہ کو کھڑا کر دے گا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد
جو آئے کیسا ہو اور تمھیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجۃ اللہ
قائم ہو چکی اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سنا
اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس
کے لئے ظلمت و ہلاکت یہ تو خدا و رسول کی وصیت ہے جو یہاں موجود ہیں سنیں
اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے
آگاہ کریں اور دوسری میری وصیت یہ ہے کہ آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم
کی تکلیف نہ پہنچنے دی میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے مجھے نہ کرنے دیئے اللہ
تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے
کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کا باعث نہ ہوں گے میں نے
تمام اہل سنت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ معاف کر دئیے ہیں آپ لوگوں سے
دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگزاشت ہوئی ہے
معاف کر دیں اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں ان
سے میری معافی کرا لیں ختم جلسہ کے وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور
اس کے کرم سے اس گھر سے فتوے نکلتے نوے ۹۰ برس سے زائد ہو گئے۔ میرے دادا
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی
جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا میں نے چودہ سال کی عمر میں
ان سے یہ کام لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمہ کر لی غرض کہ میں نے
اپنی صغر سنی میں کوئی بار ان پر نہ رہنے دیا جب انھوں نے رحلت فرمائی
تو مجھے چھوڑا اور اب میں تم تین کو چھوڑتا ہوں تم ہو یعنی مولانا محمد حامد رضا
خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مصطفیٰ رضا ہیں تمھارا بھائی حسنین ہے
سب مل جل کر کام کرو گے تو خدا کے فضل و کرم سے کر سکو گے۔ اللہ تمھاری
مدد فرمائے گا۔ اس کے بعد اپنے پسماندوں کے حق میں خدمت دین و

ترقی علم کی دعا فرمائی۔ ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ
لوگ دھاڑیں مار مار کر روئے لوگوں کا اس روز بلک بلک کر رونا عمر بھر یاد
رہے گا۔ کچھ اس روز ہی اپنی رحلت کی تصریح نہ فرمائی بلکہ اس کے بعد سے یوم
وصال تک لگاتار خبریں اپنی وفات شریف کی دیں اور ایسے وثوق سے کہ
گویا منٹ منٹ کی خبر ہے۔

وصال شریف سے دو روز قبل چہار شنبہ کو بڑی شدت سے لرزہ ہوا
جناب بھائی حسنین رضا خاں صاحب کو نبض دکھائی۔ بھائی صاحب قبلہ
کو نبض نہ ملی دریافت فرمایا نبض کی کیا حالت ہے انھوں نے گھبراہٹ
اور پریشانی میں عرض کیا ضعف کے سبب سے نہیں ملتی اس پر فرمایا آج
کیا دن ہے لوگوں نے عرض کیا چہار شنبہ ہے ارشاد فرمایا جمعہ پر ہوں ہے یہ فرما کر
دیر تک حسبنا اللہ و نعم الوکیل پڑھتے رہے شب پنجشنبہ کو اہل بیت نے چاہا کہ
جاگیں شاید کوئی ضرورت ہو تو منع فرمایا۔ جب انھوں نے زیادہ اصرار کیا تو
ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ یہ رات وہ نہیں ہے جو تمھارا خیال ہے تم سب
سو رہو۔ وصال کے روز ارشاد فرمایا پچھلے جمعہ میں کرسی پر جاتا ہوا آج چارپائی
پر جاتا ہوگا پھر فرمایا میری وجہ سے نماز جمعہ میں تاخیر نہ کرنا۔

جمعہ کے روز کچھ تناول نہ فرمایا بھائی حکیم حسنین رضا خاں صاحب
حاضر خدمت تھے اعلیٰحضرت قبلہ کو خشک ڈکار آئی ارشاد فرمایا خیال رہے
معدہ خالی ہے ڈکار خشک آئی ہے اس پر بھی احتیاطاً وصال سے کچھ قبل
چوکی پر تشریف لے گئے۔ جمعہ کے روز صبح سے سفر آخرت کی تیاریاں ہوتی رہیں
جائداد کے متعلق وقف نامہ تکمیل فرمایا۔ جائداد کی چوتھائی آمدنی مصرف
خیر میں رکھی باقی اپنے ورثا بحصص شرعی وقف علی الاولاد فرما دی۔ پھر
وصیت نامہ مرتب فرمایا۔

شروع نزع وقت کارڈ لفافے روپیہ پیسہ کوئی تصویر اس

اس دالان میں نہ رہے۔ جنب یا حائض نہ آنے پائے۔ کتا مکان میں نہ آئے سورۂ یٰسین سورۂ رعد باواز پڑھی جائیں کلمہ طیبہ سینہ پر دم آنے تک متواتر باواز پڑھا جائے۔ کوئی چلّا کر بات نہ کرے کوئی رونے والا بچہ مکان میں نہ آئے۔

بعد قبض روح فوراً نرم ہاتھوں سے آنکھیں بند کردی جائیں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہہ کر نزع میں نہایت سرد پانی ممکن ہو تو برف کا پلایا جائے ہاتھ پاؤں وہی پڑھ کر سیدھے کردیئے جائیں پھر اصلاً کوئی نہ روئے وقت نزع میرے اور اپنے لئے دعائے خیر مانگتے رہو کوئی کلمہ بُرا زبان سے نہ نکلے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔ جنازہ اٹھتے پر خبردار کوئی آواز نہ نکلے غسل وغیرہ سب مطابق سنت ہو جنازہ میں بلاوجہ شرعی تاخیر نہ ہو جنازے کے آگے خبردار کوئی شعر میری مدح کا نہ پڑھا جائے یوں ہی قبر پر قبر میں بہت آہستگی سے اتاریں دہنی کروٹ پر وہی دعا پڑھ کر لٹائیں پیچھے نرم مٹی کا پشتارہ لگائیں جب تک قبر تیار ہو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ عُبَیْدَکَ ھٰذَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ بِجَاہِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پڑھتے رہیں۔ اناج قبر پر نہ لے جائیں یہیں تقسیم کردیں۔ وہاں بہت غل ہوتا ہے اور قبروں کی بے حرمتی بعد تیاری قبر سرہانے الٓمّٓ تا مفلحون پائنتی اٰمن الرسول تا آخر سورہ پڑھیں اور سات بار باواز بلند حامد رضا اذان کہیں پھر سب واپس آئیں اور متعلقین میرے مواجہہ میں کھڑے ہو کر تین بار تلقین کریں پیچھے ہٹ ہٹ کر پھر اعزہ احباب چلے جائیں اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہہ میں درود شریف ایسی آواز میں پڑھتے رہیں کہ میں سنوں پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کرکے چلے آئیں۔

اور اگر تکلیف گوارا ہو سکے تو تین شبانہ یوم کامل پہرے کے ساتھ دو عزیز یا دوست مواجہہ میں قرآن مجید و درود شریف ایسی آواز سے بلا وقفہ پڑھتے رہیں کہ اللہ چاہے تو اس نئے مکان سے دل لگ جائے (جس وقت سے وصال فرمایا اس وقت سے غسل شریف تک قرآن عظیم باواز پڑھا گیا پھر تین شبانہ روز مواجہہ شریف میں مسلسل تلاوت قرآن عظیم جاری رہی)

کفن پر کوئی دوشالہ یا قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو کوئی بات خلاف سنّت نہ ہو اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا شامی کباب، پراٹھے اور بالائی۔ فیرنی، ارد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم۔ گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی۔ سوڈے کی بوتل۔ دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو یا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبورانہ نہ ہو۔

فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر غرض کہ کوئی بات خلاف سنّت نہ ہو۔

اللہ اکبر اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا شان تھی کہ عمر بھر تو غربا پروری فرمائی مگر وصال کے وقت بھی غریب مسکین فقیروں پر کرم فرمایا کہ ان کے نام وصیت درج کرادی کہ یہ سب چیزیں غریبوں کو کھانے کو کہاں ملتی ہیں بڑے بڑے امیروں کی فاتحہ میں عمدہ چیزیں تو عزیز رشتہ دار سے کب بچتی ہیں غریبوں کو تو وہی عام معمولی اشیاء ملتی ہیں اسی لئے وصیت فرمائی کہ میری

وجہ سے غریب مسلمان ان چیزوں سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ ادھر حدیث سے ثابت ہے کہ جو چیز ایصال ثواب کی جائے میّت کو بجنسہٖ وہی شئے ملتی ہے لہٰذا اس حدیث کی صداقت بھی دیکھیے کہ دودھ کا برف بتایا حضرت مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب نے عرض کی اسے تو حضور پہلے لکھا چکے ہیں فرمایا پھر لکھو انشاء اللہ مجھے میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا اور ایسا ہی ہوا کہ ایک صاحب دفن سے پہلے ہی بغیر اطلاع دودھ کا برف لائے اور فاتحہ دلا کر غربا کو تقسیم کیا۔ وضاحت کے لئے وصایا شریف ملاحظہ ہو۔

بعض واقعات قبل وصال شریف

وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے جب دو بجنے میں چار منٹ باقی تھے اس وقت پوچھا۔ عرض کیا گیا فرمایا گھڑی کھلی سامنے رکھ دو۔ یکایک ارشاد فرمایا تصاویر ہٹا دو (یہاں تصویر کا کیا کام) یہ خطرہ گزرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ پیسہ پھر ذرا وقفہ سے حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کر آؤ قرآن عظیم لاؤ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب سے پھر ارشاد فرمایا۔ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو سورہ یٰسین شریف اور سورہ رعد شریف تلاوت کرو۔ اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں۔ حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان میں زیر و زبر میں اس وقت فرق ہوا خود تلاوت فرما کر بتا دی۔ اس کے بعد سید محمود جان صاحب ایک مسلمان ڈاکٹر عاشق حسین صاحب کو اپنے ہمراہ لائے ان کے ساتھ اور لوگ بھی حاضر ہوئے اس وقت جو جو حضرات اندر گئے سب کو سلام کے جواب دیئے اور سید صاحب سے دونوں ہاتھ بڑھا کر مصافحہ فرمایا ڈاکٹر صاحب نے اعلیحضرت

قبلہ سے حال دریافت فرمانا چاہا مگر اس وقت حکیم مطلق کی طرف متوجہ تھے ان سے اپنے مرض یا علاج کے متعلق کچھ نہ ارشاد فرمایا سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام و کمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں۔ پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت اور ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ خود اسی زمانہ میں ارشاد فرمایا تھا جھکیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں، وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔ ۲۵ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ کو ٹھیک نماز جمعہ کے وقت اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ محبوبانِ خدا بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں جانکنی کا وقت سخت ترین وقت ہے لوگوں کے چہرہ پر وحشت چھا جاتی ہے ورنہ کم از کم شکن پڑ جاتی ہے اور کیوں نہ ہو یہ جسم و روح دو پرانے دوستوں کے فراق کی گھڑی ہے مگر یہاں بجائے کلفت مسرت دیکھی وہ وصال محبوب کی پہلے سے بشارت پا چکے تھے وصال محبوب کا وقت قریب آ گیا ہے عزیز و اقارب گرد و پیش حاضر ہیں مگر کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے یقیناً وہ ایسی ذات سے عنقریب ملا چاہتے ہیں جو ان سب پیاروں سے کہیں زیادہ پیارا اور محبوب حقیقی ہے۔

غسل شریف

غسل شریف میں علماء عظام اور سادات کرام اور حفاظ شریک تھے جناب سید اظہر علی صاحب نے لحد کھودی۔ جناب مولانا امجد علی صاحب نے حسب وصیت شریف غسل دیا عین غسل کے وقت ایک حاجی صاحب اعلیحضرت قبلہ سے ملنے تشریف لائے انھیں آکر وصال شریف کی خبر ہوئی تحفہ میں زمزم شریف اور مدینہ طیبہ کا عطر اور دیگر تبرکات ساتھ لائے تھے زمزم شریف میں کافور تر کیا گیا اور خلعت رخصت میں لگا دیا گیا۔ تاجدار مدینہ کے قربان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدینہ طیبہ سے سرکاری عطائیں عین وقت

پہنچیں۔ وصال محبوب کے لئے وہ ان کی خوشبوؤں سے بسے ہوئے سدھارے۔
غسل شریف سے فراغ حاصل ہونے پر عورتوں کو زیارت کا موقع دیا گیا گھر میں
عورتوں کی اور باہر مردوں کی بےحد کثرت تھی۔ عورتوں نے زیارت کر لی لوگوں میں
ایسا جوش کبھی نہ دیکھا گیا کاندھا دینے کی آرزو میں آدمی پر آدمی گرتا تھا وجد و شوق
نے لوگوں کو از خود رفتہ و بےخود بنا دیا تھا جو جنازہ تک پہنچ گئے تھے وہ ہٹنے کا نام تک
نہ لیتے تھے۔ وہابی۔ رافضی، نیچری بکثرت شریک تھے۔ ایک رافضی المذہب انتہائی
کوشش اور پوری قوت صرف کر کے جنازہ تک پہنچا اسے ایک سُنّی نے یہ کہہ کر ہٹا دیا
کہ مدت العمر اعلیٰ حضرت کو تم لوگوں سے نفرت رہی جنازہ کو کاندھا نہ دینے دوں گا۔
اس نے کہا کہ اب ایسے حق گو مجھے کہاں ملیں گے للّٰہ اب نہ روکو۔ جنازہ ہر وقت
کم از کم بیس کاندھوں پر رہا شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی عیدگاہ میں نماز
نماز جنازہ ہوئی پہلے سے عیدگاہ کے کسی معین راستہ کا اعلان نہ تھا مگر دو رویہ
چھتیں عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے منتظر تھے کہ امام اہل سنت
کا یہ آخری جلوس ہے لاؤ نظارہ کر لیں بعد نماز عیدگاہ میں زیارت کرائی گئی۔
اور واپسی پر تمام راہ لوگوں نے دل کھول کر زیارت کی حسب وصیت
یہ نعت نعت خواں پڑھ رہے تھے ؎ کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت میں (صلی اللہ علیہ وسلم)

ازاستاذ العلماء حضرت مولانا حافظ عبد العزیز صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور

میری زندگی کا سب سے بہترین زمانہ دار الخیر اجمیر شریف کی حاضری کا وہ
دور طالب علمی ہے جس میں نو ۹ سال تک خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار
میں حاضری نصیب ہوئی اور استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ
کی کفش برداری کا شرف حاصل رہا اس مبارک زمانہ میں اکثر علماء و مشائخ
و بزرگان دین کی زیارت میسر آئی تھی انھیں بزرگوں میں سے حضرت دیوان سید آل رسول صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں صاحب
قبلہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے دیوان صاحب کے یہاں
تشریف لایا کرتے تھے موصوف کی خدمت میں حاضری ہوا کرتی تھی اکثر بزرگان دین
کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے ایک روز حضرت موصوف نے بیان فرمایا کہ ماہِ
ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی سے تشریف لائے ان کی آمد کی
خبر پا کر ان سے ملاقات کی بڑی شان و شوکت کے بزرگ تھے طبیعت میں بڑا ہی
استغنا تھا مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کیا کرتے ہیں ان کی بھی خدمت
کرنا چاہتے تھے نذرانہ پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ
بفضلہ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے ضرورت نہیں ان کے اس استغنا اور
طویل سفر سے تعجب ہوا۔ عرض کیا حضرت یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے فرمایا
مقصد تو بڑا اہم ترین تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر
۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
زیارت نصیب ہوئی دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار
ہے میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا فداک ابی و امی کس کا انتظار ہے فرمایا
احمد رضا کا انتظار ہے میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہیں فرمایا ہندوستان میں
بریلی کے باشندے ہیں بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی معلوم ہوا مولانا احمد رضا
خاں صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں مجھے مولانا کی ملاقات
کا شوق ہوا میں ہندوستان آیا بریلی پہنچا معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔
اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی میں نے طویل سفر صرف ان کی
ملاقات ہی کے لئے کیا تھا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی اس سے اعلیٰحضرت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت بارگاہ رسالت میں معلوم ہوتی ہے کیوں نہ
ہو عاشقانِ رسول یوں ہی نوازے جاتے ہیں۔

چاندنی پھیلی ہوئی ہے اور قمر پردے میں ہے

جب سے تو اے نائب خیر البشر پردے میں ہے
پڑ گیا پردہ کچھ ایسا ہر نظر پردے میں ہے

ان کی تصنیفات عالی بعد ان کے دیکھئے
رہبری کو اپنی ہیں گو راہبر پردے میں ہے

ایسی روپوشی کے صدقے ایسے پردے پر نثار
چاندنی پھیلی ہوئی ہے اور قمر پردے میں ہے

آہ بیمار محبّت آپ ہی فرمائیے
کس سہارے پر جیے جب چارہ گر پردے میں ہے

چلتے پھرتے تو ہیں نظروں میں نظر آتے نہیں
خود بھی پردے میں ہیں ان کی رہ گذر پردے میں ہے

عکسِ ذات اعلیٰحضرت مفتیٔ اعظم تو ہیں
ان کو دیکھو حجۃ الاسلام گر پردے میں ہے

دوستو کیا ان کی رگ رگ میں نہیں خونِ رضاؔ
لختِ دل تو ہے مگر لختِ جگر پردے میں ہے

ان میں بھی صورت رضا کی صاف آتی ہے نظر
یہ تو پردے میں نہیں ہیں وہ اگر پردے میں ہے

لاج رکھ لیتے ہیں وہ صہبا کے پھیلے ہاتھ کی
پردہ والوں کے جو ہیں ان کی گزر پردے میں ہے

شجرۂ منظومہ حضرات مشایخ کرام

سلسلہ مبارکہ قادریہ برکاتیہ رضویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

بہر معروف و سری معروف دے بیخود سری
جند حق میں گن جنید با صفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللہُ لَہٗ رِزْقًا سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دیں محی جانفزا کے واسطے

طور عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہار
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولا حضرت احمد رضا کے واسطے

صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو عرفاں عافیت اس بینوا کے واسطے

مشائخ سلسلہ مبارکہ قادریہ رضویہ کے تاریخہائے وصال و مقامات و مزارات مقدسہ

تاکہ جو عقیدت مند چاہیں صحیح تاریخ پر فاتحہ کر سکیں اور جو ان مقامات سے گزریں زیارت سے مشرف ہوں

نمبر	اسماء مبارکہ	تاریخ و سنہ وصال	مدفن شریف
۱	حضور پرنور سیدنا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول شریف ۱۱ھ	مدینہ منورہ شریف
۲	حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ	نجف اشرف
۳	حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ	کربلائے معلی
۴	حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۸ محرم الحرام ۹۴ھ	مدینہ شریف
۵	حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ	مدینہ شریف
۶	حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ	مدینہ شریف
۷	حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ	۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ	بغداد شریف
۸	حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ	۲۱ رمضان المبارک ۲۰۳ھ	مشہد شریف
۹	حضرت سیدنا شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ	۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ	بغداد شریف
۱۰	حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ	۱۳ رمضان المبارک ۲۵۳ھ	بغداد شریف
۱۱	حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ	۲۷ رجب المرجب ۲۹۷ھ	بغداد شریف
۱۲	حضرت سیدنا ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ	۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ	بغداد شریف
۱۳	حضرت سیدنا عبد الواحد تمیمی رضی اللہ عنہ	۲۶ جمادی الآخر ۴۲۵ھ	بغداد شریف
۱۴	حضرت سیدنا ابو الفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ	۳ شعبان ۴۴۷ھ	بغداد شریف
۱۵	حضرت سیدنا ابو الحسن ہکاری رضی اللہ عنہ	یکم محرم ۴۸۶ھ	بغداد شریف
۱۶	حضرت سیدنا ابو سعید مخزومی رضی اللہ عنہ	۷ شعبان ۵۱۳ھ	بغداد شریف
۱۷	حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ	۱۱ یا ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۱ھ	بغداد شریف
۱۸	حضرت سیدنا شیخ عبد الرزاق رضی اللہ عنہ	۶ شوال ۶۲۳ھ	بغداد شریف

نمبر	اسمائے مبارکہ	تاریخ سن وصال	مدفن شریف
۱۹	حضرت سیدنا ابو صالح نصر رضی اللہ عنہ	۲۷ رجب المرجب ۶۳۲ھ	بغداد شریف
۲۰	حضرت سیدنا محی الدین نصر رضی اللہ عنہ	۲۲ ربیع الاول ۶۵۹ھ	بغداد شریف
۲۱	حضرت سیدنا علی جیلانی رضی اللہ عنہ	۲۳ شوال المکرم ۷۲۹ھ	بغداد شریف
۲۲	حضرت سیدنا موسیٰ رضی اللہ عنہ	۱۳ رجب المرجب ۷۶۳ھ	بغداد شریف
۲۳	حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ	۲۶ صفر المظفر ۷۸۱ھ	بغداد شریف
۲۴	حضرت سیدنا احمد جیلانی رضی اللہ عنہ	۱۹ محرم الحرام ۸۵۳ھ	بغداد شریف
۲۵	حضرت شیخ بہاء الدین رضی اللہ عنہ	۱۱ ذی الحجہ ۹۲۱ھ	دولت آباد
۲۶	حضرت سیدنا شیخ ابراہیم ایرجی رضی اللہ عنہ	۵ ربیع الآخر ۹۵۳ھ	دہلی درگاہ محبوب الحق
۲۷	حضرت شیخ محمد بھکاری بادشاہ رضی اللہ عنہ	۹ ذیقعدہ ۹۸۱ھ	کاکوری شریف
۲۸	حضرت قاضی ضیاء الدین عرف شیخ جیا رضی اللہ عنہ	۲۲ رجب المرجب ۹۸۹ھ	لکھنؤ قصبہ نیوتنی
۲۹	حضرت شیخ جمال الاولیاء رضی اللہ عنہ	شب عید الفطر ۱۰۴۷ھ	کوڑا جہان آباد فتحپور
۳۰	حضرت سیدنا محمد کالپوی رضی اللہ عنہ	۱ شعبان المکرم ۱۰۷۱ھ	کالپی شریف
۳۱	حضرت سیدنا شیخ احمد رضی اللہ عنہ	۱۹ صفر المظفر ۱۰۸۴ھ	کالپی شریف
۳۲	حضرت سیدنا فضل اللہ رضی اللہ عنہ	۱۴ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ	کالپی شریف
۳۳	حضرت سیدنا شاہ برکۃ اللہ رضی اللہ عنہ	۱۰ محرم الحرام ۱۱۴۲ھ	مارہرہ شریف
۳۴	حضرت سیدنا شاہ آل رسول رضی اللہ عنہ	۱۹ رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ	مارہرہ شریف
۳۵	حضرت سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ عنہ	۱۴ رمضان المبارک ۱۱۹۸ھ	مارہرہ شریف
۳۶	حضرت سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں رضی اللہ عنہ	۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ	مارہرہ شریف
۳۷	حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ عنہ	۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ	مارہرہ شریف
۳۸	حضرت سیدنا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب مجدد الدین اعلیحضرت رضی اللہ عنہ	۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ یوم جمعہ ۲ بج کے ۳۸ منٹ	بریلی شریف عرس ۲۳، ۲۴، ۲۵ صفر

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت مکّے اور مدینے کے علمائے کیا تحریر فرمایا

عُلمائے مکّہ

استاد علمائے حرم **مولانا سعید اللہ مفتی شافعی** علامہ کامل استاد ماہر جو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دین کی طرف سے جہاد و جدال کرتا ہے میرے بھائی میرے معزز حضرت احمد رضا خاں اللہ اسے اس کے بیان پر عمدہ جزا عطا فرمائے اس کی کوشش قبول کرے اہل کمال کے دلوں میں اس کی عظیم وقعت پیدا کرے۔ آمین

مکہ معظمہ کے خطیب اور اماموں کے سردار **مولانا شیخ ابوالخیر مرداد صاحب** علامہ فاضل کہ اپنی آنکھوں کی روشنی سے مشکلوں اور دشواریوں کو حل کرتا ہے احمد رضا خاں جو اسم با مسمّٰی ہے اس کے کلام کا موتی اس کے معنی کے جواہر سے مطابقت رکھتا ہے باریکیوں کا خزانہ محفوظ گنجینوں سے چنا ہوا معرفت کا آفتاب جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا علموں کی مشکلات ظاہر و باطن نہایت عقدہ کھولنے والا جو اس کے فضل پر آگاہ ہو کہے کہ اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے۔

زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا ۔۔۔ وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا

خدا سے کچھ اس کا اچنبھا نہ جان ۔۔۔ کہ ہو جمع اک شخص میں سب جہان

اللہ تعالیٰ اس کی ذات اور اس کی تصنیفات سے اگلوں پچھلوں کو نفع بخشے اور اس کی زندگی سے تمام جہان کو بہرہ مند کرے۔ اللہ تعالیٰ (اعلیٰحضرت) کو سب مسلمانوں کی طرف سے جزائے کثیر دے وہ رہتی دنیا تک حق کا نشان بلند کرتا اہل حق کو مدد دیتا رہے۔ ہمیشہ عنایات الٰہی کی نگاہ اس پر رہے قرآن عظیم ہر دشمن و حاسد و بدخواہ کے مکر سے اس کی حفاظت کرے صدقہ ان کی وجاہت کا جو انبیاء و مرسلین کے خاتم ہیں۔

سابق مفتی حنفیہ **مولانا صالح کمال صاحب** عالم، علامہ، فضائل کا دریا علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک

حضرت مولانا محقق، زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی۔ الٰہی درود و سلام نازل فرما دُ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل و صحابہ پر اور نیک پیرؤوں پر بالخصوص احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے سلامت رکھے ہر بری اور ناگوار بات سے اسے بچائے۔ اس پر ہمیشہ سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت۔ اللہ تعالیٰ ان کو مسلمانوں کے لئے مضبوط قلعہ بنا کر قائم رکھے اپنی بارگاہ میں اس کو بڑا اجر اور بلند مقام دے۔

آفتاب علوم مولانا شیخ علی بن صدیق کمال۔ امام پیشوا روشن ستارہ وہابیہ کی گردن پر تیغ براں استاد معظم۔ نامور مشہور ہمارا سردار ہمارا پیشوا، احمد رضا خاں بریلوی اللہ اسے سلامت رکھے۔ دین کے دشمنوں پر اس کو فتح دے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کا صدقہ اور اس پر سلام ہو۔

عالم کبیر شیخ محمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی۔ علامہ۔ عالم جلیل۔ دریائے ذخار پر گو۔ بسیار فضل۔ کثیر الاحسان۔ دلیر دریائے بلند ہمت۔ ذہین۔ دانش مند بحر ناپیدا کنار شرف و عزت و شفقت والا۔ صاحب ذکا، ستھرا نہایت کرم والا ہمارا مولیٰ۔ کثیر الفہم حاجی احمد رضا خاں، وہ جہاں ہو اللہ اس کا ہو۔ ہر جگہ اس کے ساتھ لطف فرمائے اسے پوری جزا بخشے اس پر انتہا درجہ کی اپنی نعمتیں کثیر و وافر کرے ابدالآباد تک اس کے فضل کو ممتد کرے نہایت وسیع عیش کے ساتھ جس سے جی نہ اکتائے نہ کوئی حادثہ پیش آئے سردار المرسلین کا صدقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آمین اللّٰھم آمین۔

محافظ کتب حرم محترم **مولانا سید اسمٰعیل خلیل صاحب** تحریر فرماتے ہیں عالم باعمل فاضل کامل، منقبتوں اور فخروں والا۔ اس کا مثل مظہر کہ اگلوں پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے یکتائے زمانہ اپنے وقت کا یگانہ مولانا حضرت احمد رضا خاں وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علماء اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے

بلکہ میں کہتا ہوں اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے
تو البتہ حق و صحیح ہو ؎

خدا سے کچھ اس کا عجب نہ جان   کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہان

اللہ بڑا احسان والا اسے سلامت رکھے اللہ اسے دین اور اہل دین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا کرے اسے اپنے احسان اپنے کرم سے اپنا فضل اپنی رضا بخشے۔

زینت علماء مولانا سید مرزوق ابو حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں بیشک مجھ پر اللہ کا احسان ہوا کہ میں حضرت عالم علامہ سے ملا۔ زبردست عالم، دریائے عظیم الفہم جن کی فضیلتیں وافر، بڑائیاں ظاہر، دین کے اصول و فروع میں تحقیق متکاثر، میں نے ان کا اچھا ذکر اور بڑا مرتبہ پہلے ہی سنا تھا اور ان کی بعض تصانیف کے مطالعہ سے مشرف ہوا تھا جن کے نور سے حق روشن ہوا تو ان کی محبت میرے دل میں جم گئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے ان کی ملاقات سے احسان فرمایا میں نے وہ کمال ان میں دیکھے جن کا بیان طاقت سے باہر ہے میں نے علم کا کوہ بلند دیکھا جس کے نور کا ستون اونچا ہے اور فتوؤں کا دریا جس سے مسائل نہروں کی طرح چھلکتے ہیں سیراب ذہن والا ایسے علموں کا صاحب جن سے فساد بند کئے گئے تقریر علوم دین میں طاقت ور زبان والا جو علم کلام و فقہ و فرائض پر غلبہ کے ساتھ حاوی ہے توفیق الٰہی سے مستحبات و سنن و واجبات و فرائض پر محافظت والا، عربیت حساب کا ماہر منطق کا دریا جس سے اس کے موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔ علم اصول کا آسان طریقہ کرنے والا حضرت مولانا علامہ فاضل بریلوی حضرت احمد رضا مجھے انھیں دیکھ کر یہ قول یاد آیا ؎

قافلے جانب احمد سے جو آتے تھے یہاں   حال دریافت پہ سنتا تھا نہایت اچھا
جب ملے ہم تو خدا کی قسم ان آنکھوں نے   اس سے بہتر نہ سنا تھا جو نظر نے دیکھا

میں نے اپنے آپ کو اس کی مدح میں مراد کی مقدار تک پہنچتے دیکھا، اللہ اس کی عمر دراز کرے دونوں جہان میں اسے سلامت رکھے اس کے قلم کو وہ تیغ برہنہ

کرے جس کا نیام نہ ہو مگر اہل باطل کی گردنیں۔ آمین ان شاء اللہ آمین۔ اللہ اس کے ثواب مضاعف کرے۔ اس کو سب سے بہتر جزا قیامت کے دن عطا کرے۔

عالم باعمل شیخ عمر بن ابی بکر باجنید صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ فاضل علامہ جس کی طرف اطراف سے استفادے کے لئے سفر کیا جائے عظیم فہم والا حضرت احمد رضا بڑے فضل والا۔

سردار علماء مکہ مالکیہ مفتی مولانا عابد حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں اس فتنوں کے زمانہ میں دین متین کو زندہ کرنے والا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ کیا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وارث علمائے مشاہیر کا سرتاج معزز فاضلوں کا مایۂ افتخار دین اسلام کی سعادت نہایت محمود سیرت ہر کام میں پسندیدہ۔ صاحب عدل۔ عالم باعمل۔ صاحب احسان حضرت مولانا احمد رضا خاں، اللہ تعالیٰ نے نیک تر وقت مبارک تر ساعت میں مجھ پر احسان کیا کہ مشار الیہ آفتاب سعادت سے مجھے برکت ملی اور اس کے احسان بخشش کے میدان میں میں نے پناہ لی۔ اس پر اللہ کا سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے اس کی سعادت کا ماہ تمام آسمان شریعت روشن میں چمکتا رہے۔ اسے اپنی محبوب و پسندیدہ باتوں کی توفیق بخشے، اس کی تمنا کی انتہا تک اسے خیر عطا فرمائے آمین۔

حضرت مولانا علی بن حسین صاحب مالکی تحریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ آسمانِ صفات سے آفتابِ معرفت کا نور مجھے نظر پڑا وہ جس کے افعال حمیدہ اس کی آیاتِ فضیلت کے ظاہر کرنے والے ہیں، دائرۂ علوم کا مرکز قدم اسلام کے گھر میں ستارہائے آسمانِ علوم کا مطلع مسلمانوں کا یاور، راہ یابوں کا نگہبان جو دین کی تیغ براں سے بددینوں کی زبانیں کاٹنے والا، ایمان کے ستون روشن کا بلند کرنے والا، حضرت مولیٰ احمد رضا خاں عالی ہمم، بڑی فضیلتوں والا۔ اللہ ہی کو حمد ہے کہ ایسی نعمتیں دے۔ اس پر اللہ کا سلام اور اس کی رحمت اور اس کی برکتیں اور اس کی رضا اللہ اس کو اسلام و مسلمین کی طرف سے بہتر وہ جزا دے جو اپنے خالص بندوں

کو عطا فرمائے۔ اسے شریعت روشن کے زندہ کرنے کی توفیق دے اور اس کا کام ٹھیک صالح کرے اور اسے سعادت و تائید بخشے۔ ان بدبختوں پر ان کی مدد کرے ہمیشہ اس کے اقبال کا ماہِ تمام اس کے آسمان کمال میں چمکتا رہے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

جناب مولانا جمال بن محمد بن حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں حضرت صاحب احسان مولی احمد رضا خاں شریعت روشن کا حامی اللہ تعالیٰ اسلام و مسلمین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا فرمائے اسے اپنے محبوب و پسندیدہ باتوں کی توفیق دے اس کی حسب مراد اسے خیر عطا فرمائے۔ آمین

مولانا اسعد بن احمد صاحب مدرس حرم شریف تحریر فرماتے ہیں نادر روزگار خلاصۂ نیل و نہار وہ علامہ جس کے سبب پچھلے اگلوں پر فخر کرتے ہیں جلیل فہم والا جس نے اپنے بیان روشن سے سحبان فصیح البیان کو بالکل بے زبان کر چھوڑا۔ میرا سردار میری سند حضرت احمد رضا خاں بریلوی، اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کی گردنوں پر اس کی تلوار کو قابو دے اس کے سر عزت پر اس کے نشان کشادہ کرے اسلام و مسلمین کی طرف سے اس کو جزائے خیر دے ہمیشہ اس کے دنوں کی روشنی چمکتی رہے ہمیشہ اس کا دروازہ کعبۂ مرادات و مقاصد رہے، جب تک مدح کرنے والے اس کی مدح میں نغمہ سرائی کریں۔

سردار المدرسین مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب دہان تحریر فرماتے ہیں۔ اللہ کا خاص بندہ مخالفین دین کا دفع کرنے والا اعلم بان با عمل کا معتمد راسخ والے۔ فاضلوں کا خلاصہ۔ علامۂ زماں یکتائے روزگار جس کے لئے علمائے مکہ معظمہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سردار ہے بے نظیر ہے امام ہے میرے سردار میرے جائے پناہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو اس کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اور مجھے اس کی روش نصیب کرے کہ اس کی روش سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روش ہے۔ الٰہی اپنے اس خاص بندے حامی دین کی وہ مدد کر جس کے سبب تو دین کو عزت دے اور جس سے

تو اپنے اس وعدہ کو پورا کرے کہ مسلمانوں کی مدد کرنے کا ہم پر حق ہے بالخصوص حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔ اللہ تعالیٰ حاسدوں کی ناک خاک میں رگڑنے کوشش جہت سے اس کی حفاظت کرے۔ آمین۔

مولانا محمد یوسف صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ تحریر فرماتے ہیں، فاضل علامہ دریائے فہامہ جو اللہ تعالیٰ کی مضبوطی سے رسی تھامے ہے دین شریعت کے ستون روشنی کا نگہبان وہ کہ زبان بلاغت جس کا شکر پورا کرنے میں قاصر اور اس کے حقوق و احسانات کی خدمت سے عاجز ہے وہ جس کے وجود پر زمانہ کو ناز ہے مولانا احمد رضا خاں وہ ہمیشہ راہ ہدایت پر چلتا ہے۔ بندوں کے سروں پر فضل کے نشان پھیلا تا رہے شریعت کی حمایت کے لئے اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ رکھے اس کی تلوار کو دشمنوں کی گردنوں میں جگہ دے۔ اس کو مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے ہمیں اور اس کو حسن و خوبی دیدار الٰہی کی نعمت دے آمین یا رب العلمین۔

مولانا شاہ امداد اللہ صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ حرم شریف۔ دریائے ذخار حق و دین کی مدد کرنے والے اور بد دینوں کی گردنیں قطع کرنے پر قائم ستودہ پرہیزگار فاضل ستھرا کامل پچھلوں کا معتمد، اگلوں کا قدم بقدم۔ فخر اکابر مولانا مولوی حضرت محمد احمد رضا خاں اللہ اس کی مثال کثیر کرے اور مسلمانوں کو اس کی درازی عمر سے نفع بخشے اے اللہ ایسا ہی کر۔ اللہ تعالیٰ اس کو سب سے بہتر جزا عطا فرمائے ہمارا اور اس کا حشر زیر نشان سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرے۔

زینت علماء مولانا محمد بن یوسف خیاطی تحریر فرماتے ہیں حضرت فاضل احمد رضا خاں کا اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک بڑا اقتدار ہے۔ اللہ اس کی کوشش قبول کرے۔ اللہ اس کی سعی مشکور کرے۔

حضرت مولانا محمد صالح بن محمد فاضل صاحب تحریر فرماتے ہیں اللہ کا پسندیدہ بندہ جسے اس نے خدمت شریعت کی توفیق بخشی دقیقہ رس عقل دے

اس کی مدد کی کہ جب کبھی شبہ کی رات اندھیری ڈالے وہ اپنے آسمانِ علم سے ایک چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے وہ عالم، فاضل، ماہر، کامل، باریک فہموں والا، بلند معنوں والا، حضرت امام احمد رضا خاں اللہ اس کی کوشش قبول کرے۔ بے دینوں کی جڑ اکھیڑنے کے لئے یقینی حجتوں سے اس کی مدد کرے صدقہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کا آمین۔

مولانا شیخ سعید محمد بن یمانی تحریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس مصنف کا توشہ پرہیزگاری کرے مجھے اور اسے بہشت اور اس سے زیادہ نعمت عطا کرے۔ حسب مراد اسے بھلائیاں دے آمین۔ صدقہ ان کی وجاہت کا جو امین ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا حامد احمد محمد صاحب جداوی تحریر فرماتے ہیں۔ معتمد، پیشوا، عالم، فاضل، متبحر، دریائے وسیع شیریں، کامل سمندر، محبوب مقبول پسندیدہ جس کی باتیں اور کام سب ستودہ مولانا حضرت احمد رضا خاں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو اس کی زندگی سے خوب بہرہ یاب کرے اور اسے اور ہمیں اور سب کو اس کے علوم و تصنیفات سے نفع بخشے۔

علمائے مدینہ طیبہ

جناب تاج الدین الیاس صاحب مفتی حنفیہ تحریر فرماتے ہیں۔ عالم، ماہر، علامہ مشہور۔ جناب مولیٰ فاضل حضرت احمد رضا خاں کہ علمائے ہند سے ہے اللہ عزوجل اس کے ثواب کو بسیاری دے۔ اس کا انجام خیر کرے۔ اللہ اسے اپنے نبی اور دین و مسلمین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا فرمائے اس کی عمر میں برکت دے یہاں تک کہ اسکے سبب گمراہوں کے سب شبہے مٹا دے۔

مفتی مدینہ مولانا عثمان بن عبد السلام داغستانی تحریر فرماتے ہیں۔ ہمارا مولیٰ علامہ دریائے عظیم الفہم حضرت احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر دے

جس نے اپنے نوشتے میں شفا دی۔ اللہ تعالیٰ حضرت احمد رضا خاں کو جزائے خیر عطا کرے اس میں اور اس کی اولاد میں برکت رکھے اسے ان میں سے کرے جو قیامت تک حق پر لیں گے۔

شیخ مالکیہ سید شریف سردار مولانا سید احمد جزائری تحریر فرماتے ہیں حضرت جناب احمد رضا خاں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، اس کی تائید اس کی مدد حضرت احمد رضا خاں پر اللہ تعالیٰ اسے درازئ عمر اور اپنی جنتوں میں ہمیشگی نصیب کرے۔

حضرت خلیل بن ابراہیم خربوطی صاحب تحریر فرماتے ہیں عالم علامہ فاضل کامل مولوی احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ ابد تک مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے اسے اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے خیر جزا عطا فرمائے۔

مولانا سید محمد سعید شیخ الدلائل صاحب تحریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے جسے پسند کیا اسے خدمت شریعت کی توفیق بخشی اور نہایت تیز فہم عطا کر کے مدد دی تو جب شبہ کی رات اندھیری ڈالے وہ اپنے آسمان علم سے ایک چودھویں رات کا چاند چمکاتا ہے۔ ان حافظانِ شریعت اعلیٰ درجہ کے کامل علمائے رکھنے والوں میں سب سے زیادہ عظمت والوں سے کثیر العلم دریائے علم و فہم حضرت مولوی جناب احمد رضا خاں۔

فاضل جلیل مولانا محمد بن احمد عمری صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ عالم علامہ مرشد محقق کثیر الفہم عرفان و معرفت والا۔ اللہ عزوجل کی پاکیزہ عطاؤں والا۔ ہمارا سردار۔ استاذ دین کا نشان و ستون۔ فائدہ لینے والے کا معتمد و پشت پناہ فاضل حضرت احمد رضا خاں۔ اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اس کے فیض کے نوروں سے علموں کے آسمان روشن رکھے۔ اسلام و مسلمین کی طرف سے سب سے زیادہ کامل پیمانے سے اس کا ثواب پورا کرے۔

مولانا سید عباس بن سید محمد رضوان صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ علامہ امام

تیز ذہن، بالاہمت، تبردار، صاحب عقل، صاحب جلالت، یکتائے دہر و زمانہ
حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی حنفی۔ وہ ہمیشہ معرفتوں کا پھولا پھلا باغ ہے
اور علوم و فقہ کی منزلوں میں سیر کرتا ہوا مادہ تمام اللہ تعالیٰ اُسے اور اسے ثواب عظیم
عطا فرمائے حسن عاقبت نصیب کرے ہم سب کو حسن خاتمہ روزی کرے ان کے ہمسائے
میں جو سارے جہان سے بہتر اور چودہویں رات کے چاند ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شاخ آراستہ مولانا عمر بن حمدان صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ عالم، علامہ،
کمال ادراک، عظیم فہم والا، ایسی تحقیق والا جو عقل کو حیران کر دے جناب حضرت احمد
رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی جان کی نگہبانی فرمائے اور اس کی شادمانی ہمیشہ رکھے۔

جناب سید محمد صاحب بن محمد مدنی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ عالم، علامہ، مشکلات
علوم کا کشادہ کرنے والا۔ اپنی توضیح شافی و تقریر کافی سے ان منطوق و مفہوم کا ظاہر
کر دینے والا حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کا حال و کام اچھا کرے
آمین۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہترین امت سے نہایت کامل جزا عطا فرمائے۔ اے
اور جتنے لوگ اس کی پناہ میں ہیں انھیں اپنا قرب بخشے اس سے سنت کو قوت دے
اور بدعت کو ڈھائے آمین اللّٰھم آمین۔

شیخ محمد صاحب قبیلہ بن محمد یوسی مدرس مدینہ طیبہ تحریر فرماتے ہیں۔
علامہ۔ استاد ماہر نہایت ذہن رسا والا حضرت جناب احمد رضا خاں بریلوی۔

حضرت مولانا شریف احمد صاحب برزنجی مفتی شافعیہ تحریر فرماتے ہیں۔
علامہ۔ فاضل۔ انسان کامل۔ علامہ محقق۔ فہامہ مدقق حضرت جناب احمد رضا
خاں۔ اللہ تعالیٰ امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ان کا نفع ہمیشہ رکھے
اے اللہ ایسا ہی کر۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق اور بلندی ہمیشہ رکھے۔ میں آپ
کی کتاب المعتمد المستند کے خلاصہ پر واقف ہوا تو میں نے اسے مضبوطی اور برکت کے
اعلیٰ درجہ پر پایا۔ اس کے سبب آپ نے مسلمانوں کی راہ سے ہر تکلیف ہٹادی۔
اس میں آپ نے اللہ و رسول اور ائمہ دین کی خیر خواہی کی۔ اس میں آپ نے

حق کی ٹھیک دلیلوں سے ثبوت دیا۔ اس میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی کہ دین خیر خواہی ہے۔ آپ کی تحریر مداحی اور
تعظیم اور اچھی تعریف سے بے نیاز ہے مجھے پسند آیا کہ اس کے روشن بیان کے میدان
میں بعض اور وجوہ ظاہر کروں۔ تاکہ میں مصنف اعظم احمد رضا خاں کا شریک
ہو جاؤں اس اچھے حصے میں جو اس نے اپنے لئے واجب کر لیا اور اس اجر اور عمدہ
ثواب میں جو اللہ کے پاس ذخیرہ ہے۔ لہ

استقامت ولایت

اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نہ کبھی دشمنوں کی دشنامیوں کی طرف
التفات فرماتے نہ ان کی مداحوں کی مدح پر فخر کرتے بلکہ اپنے
رب کے حضور یوں عرض کرتے کہ وہ بندۂ خدا جوان (برا کہنے والوں) اور ان کے حامیوں
کے نزدیک عظمت کبریا و عزت مصطفےٰ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت
و خدمت کے جرم میں سخت سخت گالیوں کے لائق ہے (یعنی بندہ) اللہ عزوجل
کے نیک بندوں حرمین طیبین کے معظم عالموں مقدس مفتیوں کے نزدیک اسی
کار معظم کے باعث ان جلیل القدر مناقب و مدائح کا مستحق ہے۔ ع ببیں تفاوت رہ از
کجاست تا بکجا۔

حمد اس کی وجہہ کریم کو جس نے اپنے اس بندے کو یہ ہدایت دی یہ استقامت
دی کہ وہ نہ ان اعاظم اکابر کی ان عظیم مدحوں پر اتراتا ہے بلکہ اپنے رب کے حسن نعمت
کو دیکھتا ہے کہ پاکی ہے تیرے لئے تو نے اس ناچیز کو ان عظمائے عزیز کی آنکھوں
میں معزز فرمایا نہ ان دشنامیوں (برا کہنے والوں) اور ان کے حامیوں کی گالیوں
سے جو وہ زبانی دیتے اور اخباروں میں چھاپتے ہیں پریشان ہوتا بلکہ شکر بجا لاتا
کہ تو نے محض اپنے کرم سے اس ناقابل کو اس قابل کیا کہ یہ تیری عظمت اور تیرے
حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کی حمایت کرکے گالیاں کھائے اور محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرکار کے پہرہ دینے والے کتوں میں اس کا چہرہ لکھا جائے۔

لہ یہ تمام عبارات بلفظ دیکھنا ہوں تو حسام الحرمین شریف کا مطالعہ کریں۔

واللہ العظیم یہ بندہ بخوشی راضی ہے اگر یہ دشنامی حضرات بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگائیں کہ روزانہ اس بندۂ خدا کو پچاس ہزار مغلظ گالیاں سنائیں اور لکھ لکھ کر شائع کریں اور اگر اس قدر پر پیٹ نہ بھرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط رہے کہ اس بندہ خدا کے ساتھ اس کے باپ دادا اکابر علماء قدست اسرارہم کو گالیاں دیں تو انہم بر علم۔ اے خوشا نصیب اس کا کہ اس کی آبرو اس کے آباء و اجداد کی آبرو بدگویوں کی بدزبانی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سپر ہو جائے۔ سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدگویان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں۔ ؎

فان ابی و والدہٖ و عرضی　　لعرض محمد منکم وقاءُ

یعنی اے بدزبانو میں اس لئے تمہارے سامنے کھڑا ہوں کہ تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل ہو کر مجھے اور میرے باپ دادا کو گالیاں دینے میں مشغول ہو جاؤ میرے اور میرے باپ دادا کی آبرو محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کو سپر ہو جائے الٰہی ایسا ہی کر آمین یہی وجہ کہ بدگو حضرات اس بندۂ خدا پر کیا کیا طوفان بہتان اس کے ذاتی معاملات میں اٹھاتے ہیں۔ اخباروں اشتہاروں میں طرح طرح کی گڑھتوں سے کیا کیا خاک اڑاتے ہیں مگر یہ اصلاً قطعاً نہ اس طرف التفات کرتا نہ جواب دیتا ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ جو وقت مجھے عطا فرمایا کہ بعونہ تعالیٰ عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کروں۔ حاشا کہ اسے اپنی ذاتی حمایت میں ضائع ہونے دوں۔ اچھا ہے کہ جتنی دیر مجھے برا کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل رہتے ہیں۔ ؎

فان ابی و والدہٖ و عرضی　　لعرض محمد منکم وقاءُ

مولیٰ تعالیٰ تمام سنیوں کو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے قدم بقدم چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔ آمین

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)
کے اغراض و مقاصد

- ہر دل مسلم میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کرنا۔
- مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترویج و اشاعت کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہنا۔
- مختلف اوقات میں حفظ و ناظرہ کے مدرسوں کا انعقاد۔
- عوام الناس میں دینی شعور بیدار کرنے کے لئے قائم لائبریری کے تحت دینی کتب و کیسٹوں کا مفت اجراء۔
- ہفتہ واری اجتماع کے سلسلے میں ہر ہفتہ مختلف موضوعات پر جید علماء کرام کے بیانات کروانا۔
- مختلف اوقات میں درس نظامی کی کلاسوں کا انعقاد۔
- بدمذہب فرقوں کی طرف سے پھیلائے جانے والے گمراہ کن عقائد و نظریات کی روک تھام کے لیے مختلف موضوعات پر وقتاً فوقتاً عقائد اہلسنت پر مبنی کتب و لٹریچر کی مفت اشاعت۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذہب حق اہلسنت کا نشان یارسول اللہ علیک الصلوۃ والسلام

ہدایت کا نشان ، محافظ ایمان کنز الایمان ، کنزالایمان

حضرات گرامی!

کوئی مسلمان نہیں چاہتا کہ وہ ایسا ترجمہ قرآن خود پڑھے یا دوسروں کو تحفتہ دے جسمیں :

* کلام الہی میں جگہ جگہ عیوب اور نقائص کو شامل کیا گیا ہو۔
* خود ساختہ مفاہیم و مطالیب کو منشاء و مراد الہی قرار دیا گیا ہو۔
* عصمت انبیاء علیہم السلام کے عقیدے میں ضلالت و گمراہی کی پیوند کاری کی گئی ہو۔
* مسلمانوں کے دلوں سے عظمت صالحین ختم کرنے کے لئے بتوں والی آیات ان پر چسپاں کی گئی ہوں۔

ترجمہ قرآن کے ضمن میں احادیث مبارکہ اور چودہ سو (۱۴۰۰) سالہ معتبر اسلامی تفاسیر کو نظر انداز کر کے ذاتی رائے سے قرآن پاک کا ترجمہ کیا گیا ہو بلکہ ہر صحیح العقیدہ مسلمان کے دل میں یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ ایسا ترجمہ پڑھے یا دوسروں کو تحفتہ دے جو:

-- تقدیس الہی کا امین ہو -- ناموس رسالت ﷺ کا محافظ ہو

-- مقام صالحین کا پاسبان ہو -- عظمت صحابہ و اہلبیت علیہم الرضوان کا نگہبان ہو

-- فصاحت و بلاغت کا مرقع ہو -- احادیث مبارکہ اور تفاسیر معتبر کا نچوڑ ہو

بے ادبی اور بے حرمتی سے مبرا ہو -- گستاخیوں اور گمراہیوں سے منزا ہو

لہذا ایسا ترجمہ قرآن جو اعتقادی ، علمی ، ادبی و لغوی محاسن کا مرقع ہے اور جس میں ہر مقام پر اللہ تعالی کی شان اور انبیاء علیہم االسلام کے ادب و احترام اور عزت و ناموس کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا ہے وہ امام اہلسنت مجدد دین و ملت پروانہ شمع رسالت عظیم البرکت عظیم المرتبت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کا ترجمہ **"قرآن کنز الایمان شریف"** ہے۔ اسلیے قرآن مجید خریدتے وقت یا دوسروں کو بتاتے وقت کنز الایمان شریف کا بابرکت نام ضرور یاد رکھیے۔

خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی راضی رضا سے صاحب قرآن ہے آج بھی